نام کتاب	حقائق حسنیٰ شرح اسماء الحسنیٰ
مصنف	حضرت مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ
اضافہ	جانشین وصاحبزادہ بندہ ابوذر غفاری زید مجدھم
مترجم	مولانا عبید الرحمٰن عفی عنہ
اشاعت	۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۰۱۲ء

آئینہ کتاب

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمد الله الذى خلق الخلق ويعلمه تسبيحًا واحاط بكل شيء علماط ويعلم ما بين ايديهم وما خلفهم وهو عليم بذات الصدور ط وقال واذكر اسم ربك وتبتل اليه تبتيلاط ونصلى على خاتم الانبياء والمرسلين اما بعد!

ہر چیز کی ماہیت کے بارے میں جب تک بحث نہ ہوتو اس چیز کی حقیقت کا معلوم ہونا مشکل ہے۔ لہٰذا یہ سوچا کہ تصوف کے بارے میں اور اس کی اصطلاحات کے بارے میں کچھ بحث ہوتا کہ اس کی معلومات سامنے ہوتو عمل کرنا اور مشق کرنا آسان ہو۔

تصوف کے لغوی معنی دھیان دینا اور ایک طرف چلنا کے ہیں لفظ تصوف کے اشتقاق میں مختلف اقوال ہیں بعض نے اس کو لفظ تصوف سے مشتق بتایا ہے۔ پس ''صوفی'' صوف پوش کو کہتے ہیں مگر نہ صرف صوف پوش بلکہ اہل تصوف کے ظاہری و باطنی آداب سے آراستہ ہونے کا نام تصوف ہے اور یہی قول بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اور بعض لفظ تصوف کا مادہ صفّہ یا صفا یا صف قرار دیتے ہیں تو اب قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی طرف نسبت کرنے سے الفاظ صفی صفائی خاص ہوں نہ کہ صوفی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ بزرگانِ دین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور امام غزالیؒ نے بھی اس لفظ کو صفا سے مشتق کیا ہے۔ اگر یہ اشتقاق صحیح مانا جائے تو بالضرور باب مفاعلہ کا صیغہ ماضی مجہول صُوْفِیَ قرار دینا پڑے گا جو کثرت استعمال سے یائے ساکن کے ساتھ پڑھا گیا اور یہ توجیہہ قابل اعتبار معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اکثر بزرگانِ دین کے کلام میں اس کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ یہ (شعر)

وَلَيْسَ يُشْهَرُ بِالصُّوْفِيِ غَيْرُ فَتًى
صَافَى فَصُوْفِىَ حَتّٰى سُمِّىَ الصُّوْفِى

ترجمہ: صوفی کے لقب سے ملقب نہیں ہوا مگر وہ نوجوان جو صاف ہو۔
پھر وہ صاف کیا گیا ہو حتیٰ کہ اس کا نام صوفی ہو گیا ہو۔

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے یعنی صُوفِیَ دراصل فُوعِلَ کا وزن ہے۔ اور مصافات سے مشتق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صوفی وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے صاف کرلیا ہو۔ یعنی جو شخص نفس کی آفتوں اور بُرائیوں سے صاف ہو اور نیک راہ پر چلے اور اس کا دِل بجز اللہ تعالیٰ کے کسی چیز پر آرام نہ پاوے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں ''دل کو محض اللہ کے لیے علیحدہ کرنا اور اس کے ماسوا کو حقیر جاننے کا نام ہے اور وہ صفا سے مشتق ہے۔ کیونکہ دِلوں کو صاف کرتا ہے اور تصوف کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ قرآن اور سنت کی روشنی میں ایسی زندگی بسر کرنا اور ایسے مشاغل اختیار کرنا اور تصورات تفکرات، ذکر وفکر، مجاہدات اور عبادات کا ایک ایسا لائحہ عمل اپنانا جس کے ذریعے تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح حاصل ہو۔

حقیقتِ تصوف

حقیقت تصوف کو اولیاء اللہ نے مختلف انداز میں ارشاد فرمایا ہے چونکہ حقیقت تصوف کے بہت سے ارکان اور شرائط ہیں۔ اور آداب ولوازم ہیں کسی نے کسی جزِ واعظم کو مدِّ نظر رکھا اور اس کی تعریف بیان کی اور کسی نے اس کی شرائط کو اور کسی نے آداب ولوازم کو بطور تعریف لفظی کے ظاہر کردیا ہے۔ مگر تمام تعریفات پر جو مشائخ رحمۃ اللہ علیہم سے منقول ہیں غور کرنے سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ مقصود سب کا واحد ہے جیسے ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ تجھے تیری ہستی سے فانی کردے اور اپنی ہستی سے تجھے زندہ کردے اور تجھے غیر اللہ سے قطع نظر کردے۔

اور ارشاد فرمایا کہ تصوف یہ ہے:

کہ اول اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ ہوجائے اور اس کو بلا واسطہ قیام حاصل ہو۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی تعریفیں لکھی گئی ہیں مگر طالبین کو حقیقتِ تصوف کے سمجھنے کے لئے یہ کافی ہے۔

پیدائش: حضرت مولانا غلام ربانیؒ کی پیدائش ایک اندازے کے مطابق ۱۹۱۳ء میں ہوئی جس کا اندازہ ہمیں ان کی بعض تصانیف سے ہوتا ہے جو کہ انہوں نے اپنے دستِ مبارک سے ۱۹۲۵ء میں تحریر کیں۔اس وقت ان کی عمر 11 یا 12 برس کی تھی۔ پیدائش ضلع بٹگرام کی تحصیل آلائی کے علاقہ تیلوس کے گاؤں کسی میں ہوئی۔

بچپن: بچپن میں ہی مادری اور پدری سایہ سر سے اُٹھ گیا۔قدرت کا قانون ہے کہ جس کسی سے مخلوق کی رہنمائی کا کام لیا جاتا ہے پہلے اس کو اپنی طرف (اللہ کی طرف) متوجہ کرنے کے لیے تمام ظاہری اسباب سے اس کے دھیان کو ہٹا دیا جاتا ہے اور اس کے ظاہری اسباب بتدریج ختم کر دیئے جاتے ہیں اور اس کو پورے طور پر اپنی طرف متوجہ کیا جاتا ہے اور پھر اس کو کاملین کا درجہ عطا کر کے مخلوق کو اللہ کی طرف متوجہ کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔

حصولِ علم: جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف آنے کے اسباب خود پیدا کرتا ہے۔ تو اس طرح کچھ عرصہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ گھر میں ہی رہے بھابھیوں کے ظلم وستم سے بھاگ کر دُور کسی گاؤں کی مسجد میں طالب علم کی حیثیت سے پہنچے اس زمانے میں آئمہ مساجد امامت کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کا کام بھی سرانجام دیتے تھے۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ خوش قسمتی تھی کہ پہلے روز ہی جس استاد سے واسطہ پڑا وہ مروّجہ علوم کے ساتھ ساتھ فارسی ادب، شعروشاعری، اور صاحب نظر بھی تھے۔ ملاقات میں صاحب نظر استاد نے شاگرد سے نام پوچھا۔شاگرد نے عرض کیا ''نوبت جان'' استادمحترم نے آنکھیں بند کر کے گردن جھکائی تھوڑی دیر سکوت فرما کر آنکھیں کھولیں اور فرمایا کہ بیٹا آج سے میرا نام غلام جیلانی ہوگا اور تمہارا نام غلام ربانی۔یاد رہے کہ استادمحترم کا نام مولانا احمد خان تھا۔

حضرت رحمہ اللہ بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اکثر خاموش رہتے اور کسی گہری سوچ میں مگن رہتے تھے ایک عرصہ تک مولانا غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِسایہ تعلیم حاصل کرتے رہے۔

اس کے بعد استادِ محترم کے حکم پر ''کوکا دادا'' کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

دریائے سندھ کی پٹی کے ساتھ ساتھ جو گاؤں ہیں ان میں ایک ''دوڑ میرا'' نامی گاؤں بھی تھا۔علوم ظاہری اور علوم باطنی سے مالا مال ایک مشہور ہستی ''کوکا دادا'' رہائش پذیر تھے۔تفسیر،قرآن پاک تجوید و ترتیل و معنی میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔حضرت رحمہ اللہ کو اپنے گھر میں رکھ کر اپنے بچوں سے زیادہ عزیز رکھا اور آپ رَحمہُ اللہ کی تعلیم و تربیت کرنے لگے۔

حصولِ علم کے دوران جب آپؒ کی عمر چودہ، پندرہ برس کی ہوئی تو راولپنڈی کے نزدیک گولڑہ شریف کے قریب ''صقبہ کنبال'' نامی گاؤں میں اس زمانے میں علم صرف و نحو کے ایک ماہر استاد تھے۔آپ رحمہ اللہ روزانہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور جا کر سبق پڑھتے۔راستے میں گولڑہ شریف پڑتا تھا۔ایک دن ایک پیر صاحب نے آپ سے فرمایا کہ طالب علم کل سے عرس شروع ہو رہا ہے تم تین روز میرے پاس قیام کرو اور یہ تعویذ لکھا کرو،انہوں نے مجھے تعویذ سکھایا۔

آپ نے فرمایا کہ میں دو روز تک تعویذ لکھتا رہا اور پیر صاحب لوگوں کو دیتے رہے۔تیسرے دن کے اختتام پر رات کو میں نے خواب دیکھا کہ میں ''صقبہ کنبال'' یعنی گاؤں کے ایک پتھر پر کھڑا ہوں کہ آسمان سے اسی پتھر پر برق (بجلی) گرتی ہے میں چھلانگ لگا کر دوسرے پتھر پر آجاتا ہوں لیکن ایک ریزۂ پتھر میرے دائیں پاؤں پر لگتا ہے میں خواب ہی میں دَرد سے چلاّ اُٹھتا ہوں۔جب میں نیند سے بیدار ہوا تو میں شدید درد میں مبتلا تھا۔میں گرتے گرتے پیر صاحب کے پاس پہنچا عرس ختم ہو چکا تھا لوگ واپس جا رہے تھے میں نے پیر صاحب سے عرض کیا حضرت میرا مقصد تو حصول علم تھا۔اگر میں علم حاصل نہ کر سکا تو کل قیامت میں میرے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہی پیر صاحب کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے شکایت کرو گے۔اور مجھے گلے لگا لیا اور کہا جاؤ۔میں پیر صاحب سے رخصت ہو کر تھوڑی ہی دور چلا تھا۔جس طرف بھی نگاہ کرتا تھا۔صرف و نحو کی عبارتیں دوڑ دوڑ کر میری طرف لپکتی تھیں۔لیکن یہ درد جو کہ پتھر لگنے سے ہوا تھا۔بدستور ہے۔اور یہ درد عرق النساء کا درد ہے۔

بیعت: چڑاور سوڑگی کے پہاڑی سنگم پر ایک بڑی چٹان کے نیچے ایک بڑا غار بنا ہوا تھا جو کہ قدرتی تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک شاگرد غازی شاہ صاحبؒ کے ساتھ روزانہ یہاں قیام کرتے اور صبح تک عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ سات سال کے عرصہ تک آپ دونوں کا یہ معمول رہا۔آپ حضرات کی خواہش تھی کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو اور رہنمائی ملے آپ کی یہ ریاضت بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد کامل خواجہ سید پوریؒ تک رسائی ہوئی۔

حضرت خواجہ صاحب شمس الدینؒ سے ملاقات حضرتؒ فرماتے تھے کہ مجھے بچپن ہی سے کشمیر کے نام سے محبت اور اپنائیت تھی۔ تلاشِ مرشد کے لیے جب بھی کسی بزرگ کے پاس جاتا تو وہ کہتے کہ تمہاری نسبت نقشبندوالوں کے پاس ہے اسی دوران گٹرنگ میں ایک دن عصر کے وقت گھر جارہا تھا کہ ایک زیرِتعمیر دیوار پر کام کرنے والے مستری کو لوگوں سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ جلدی جلدی پتھر دو تاکہ دیوار آج ہی مکمل ہو جائے صبح میں نے کشمیر والے پیر صاحب سے ملنے جانا ہے۔ یہ جملہ سننا تھا کہ مجھ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی میں نے مذکورہ بالا مستری سے پوچھا کہ پیر صاحب کہاں آئے ہوئے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ بیاری گاؤں میں لذت و مستی میں اپنے گھر۔ دوسرے دن جمعہ کے روز ہم چار آدمی بیاری گاؤں کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔ یہ سخت سردی کے دن تھے میرے ہمراہیوں میں سکندر میاں، کاکا اور ایک مولوی صاحب تھے۔ راستے میں ایک چشمے پر سکندر میاں جو کہ بالکل اَن پڑھ تھے کہنے لگے کہ میں تو ازسرِنو مسلمان ہونے جارہا ہوں، بغیر غسل کے پیر صاحب کے پاس نہیں جاؤں گا۔ سکندر میاں نے غسل کیا اور میں نے وضو۔ یہ دس گیارہ بجے کا وقت تھا ہم بیاری کی مسجد میں پہنچے۔ حضرت خواجہ شمس الدینؒ ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگائے تشریف فرما تھے سکندر میاں کی جیسے ہی خواجہ صاحب پر نظر پڑی اس کا قلب جاری ہو گیا۔ میں نے پیر صاحب سے بیعت کی درخواست کی خواجہ صاحبؒ نے بہت ہی شفقت کا اظہار فرمایا اور مجھے بیعت کر لیا لیکن اس روز ذکر کا احساس نہیں ہوا۔ دوسرے روز عصر کے وقت جیسے ہی میری نظر حضرت خواجہ صاحبؒ پر پڑی میرا قلب بمع لطائف کے جاری ہو گیا۔

خلافت کا عطا ہونا: حضرت خواجہ شمس الدینؒ نے آلائی کے دوسرے دورے میں جب وہ آلائی سے واپس تشریف لے جا رہے تھے۔ تو ایک دن پہلے حضرت مولانا غلام ربانیؒ نے گھر والوں سے کہا کہ تم مجھے تہجد سے پہلے اٹھا دینا اور ساتھ چائے کا بھی بندوبست کرنا۔ میں خواجہ صاحبؒ سے ملنے اور ان کو رخصت کرنے کے لیے صابری کنڈو جاؤں گا۔ اتفاق سے اس رات آنکھ دیر سے کھلی تو جلدی جلدی چائے کا سامان بمع برتن ماچس وغیرہ ایک چادر میں باندھ دیا اور حضرتؒ کو جگا کر فرمایا کہ جلدی کریں تہجد کا وقت گزر چکا ہے دیر ہو چکی ہے حضرتؒ غازی شاہ صاحب کو ساتھ لے کر دو یا اڑھائی گھنٹے میں پہنچ گئے ایک چٹان کی اوٹ میں بیٹھ کر غازی شاہ صاحب نے چائے بنائی اور حضرتؒ نماز پڑھنے لگے تھوڑی دیر میں حضرت خواجہ صاحبؒ کا قافلہ شدتِ سردی میں وہاں پہنچا۔ ان کے آرام کے لیے اور تھکاوٹ ختم کرنے کے لیے چائے تیار تھی قدرت کو آپ کی یہ ادا بہت پسند آئی کہ خواجہ صاحبؒ کے دل میں القا ہوا کہ آپ کو آنے والے وقت کے لیے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خلافت عطا کی جائے۔ چائے نوش فرمانے کے بعد خواجہ صاحبؒ نے آپؒ کو خلافت سے نوازنے کا اعلان کیا۔ اس وقت آلائی کے تمام خلفاء موجود تھے جن میں قطب حاجی صاحب، یحییٰ میاں صاحب، اسرار میاں صاحب وغیرہ وہ تمام حیران رہ گئے قطب حاجی صاحب نے خواجہ صاحبؒ سے عرض کیا کہ ابھی تو گٹرنگ کے مولوی صاحب (یعنی مولانا غلام ربانیؒ) کا سلوک طے نہیں ہوا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھے دکھایا گیا ہے اور حکم ہوا ہے میں نے اس پر عمل کیا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اس سلسلے میں مخلوق خداوندی کا تعلق سب سے زیادہ گٹرنگ کے مولوی (یعنی مولانا غلام ربانیؒ) کے ساتھ ہے سب سے زیادہ لوگ ان سے فیض یاب ہوں گے۔

خلفاء کی تعداد: حضرت مولانا غلام ربانیؒ سے لوگ دور دراز کا سفر طے کر کے حاضر ہونے لگے اور آپ سے بیعت ہونے لگے آپؒ سے بیعت ہونے والے اور فیوض و برکات حاصل کرنے والے لوگوں کی تعداد روز بروز بڑھتی گئی اور لوگ سلوک کی منازل طے کر کے خلافت سے سرفراز ہونے لگے ایک اندازے کے مطابق حضرت مولانا غلام ربانیؒ کے خلفاء کی تعداد تقریباً 150 کے لگ بھگ ہے۔

بشارتیں

[۱] حضرت مولانا غلام ربانیؒ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں تھا کوٹ کے نزدیک دریائے سندھ کے کنارے کھڑا ہوں اور درخت کے ایک بہت بڑے تنے کے ساتھ ہوں اور دوسری طرف شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کھڑے ہیں میں چھلانگ لگا کر ان کی طرف آتا ہوں اور ان سے لپٹ جاتا ہوں اور پھر انہوں نے اپنی زبان مبارک میرے منہ میں دی۔

[۲] حضرت مولانا غلام ربانیؒ نے فرمایا کہ بچپن میں جس وقت طالب علم تھا خواب میں دیکھا کہ میں ایک سفید برف کے ڈھیر پر بیٹھا ہوا ہوں۔ اور ساری زمین برف سے ڈھکی ہوئی ہے کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے سے فخر موجودات، محبوبِ ربِ کائنات محمد ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ آپ ﷺ میری طرف تشریف لا رہے ہیں۔ میں ڈر خوف اور عقیدت کی وجہ سے دوزانو ہو کر جھک جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا غلام ربانی کیا سجدہ کر رہے ہو؟ میں نے کہا نہیں آقا میں تو خوف و ڈر و عقیدت کی بنا پر سمٹ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس راستے سے گھوم کر آؤ میں اس راستے سے وہاں پر آتا ہوں مجھے تم سے ضروری کام ہے۔

[۳] ایک مرتبہ مولانا غلام ربانیؒ نے فرمایا کہ میں نے بچپن تقریباً دس برس کی عمر میں قیام "دوڑ میرا" (ایک علاقہ کا نام ہے) میں نے ایک خواب دیکھا کہ مَیں "تھا کوٹ" کے مقام پر دریائے سندھ میں بہہ رہا ہوں۔ کنارے سے لکڑی کا ایک شہتیر میری طرف آتا ہے اس کو پکڑ لیتا ہوں اور کنارے لگ جاتا ہوں دیکھتا ہوں کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کھڑی ہیں۔ اور آپ نے اپنی اوڑھنی مجھ پر ڈال دی۔

وفات: حضرت مولانا غلام ربانیؒ کی وفات ۴ مئی ۱۹۹۷ء کو پولی کلینک اسلام آباد میں ہوئی۔ نمازِ جنازہ لال مسجد اسلام آباد میں ادا کی گئی اور بعد ازاں حضرتؒ کے جسد مبارک کو ان کے گاؤں کان بفہ بٹہ موڑی لے جایا گیا جہاں پر نمازِ جنازہ صاحب زادہ مظفر الدین صاحب نے ادا فرمائی جو کہ خواجہ شمس الدینؒ کے صاحبزادہ ہیں۔ حضرتؒ کی قبر مبارک اسی گاؤں کان بفہ میں ہے۔

تصانیف: حضرت مولانا غلام ربانیؒ کا کلام اردو، فارسی اور پشتو زبانوں میں بڑی کثرت سے ہے۔ آپؒ کی تصانیف میں [۱] اسم ذات [۲] اسم ذات اقدس [۳] صبغۃ اللہ [۴] تمناج [۵] شرح قصیدہ امالی [۶] انفاسِ معرفت [۷] حقائق الحسنیٰ، شرح السماء الحسنیٰ [۸] رموز تصوف [۹] انوارِ توحید [۱۰] نماز مترجم افغانی [۱۱] گوھرج [۱۲] سوز و ساز [۱۳] پروازِ خیال [۱۴] کلیاتِ ربانی پشتو [۱۵] مکتوبات غلامؒ ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سارا کلام موجود ہے۔ جو کہ ابھی کتابی شکل میں جمع نہیں ہوا ہے۔

معرفت الٰہی تمام عبادات روحانی وجسمانی کی انتہائی منزل ہوتی ہے۔ اس منزل تک پہنچنے کے لیے راستہ عشق ہے۔ کہ اس عشق کی وجہ سے انسان حب الٰہی کو اپنا مقصود بنالیتا ہے اور بقائے الٰہی ورضاء الٰہی کو اپنا مطلوب۔ طالب کی جستجو جب ایک حد سے بڑھ جاتی ہے تو کلام کی شکل میں دل کی زبان سے منہ کے راستے جلوہ گر ہوتی ہے۔ اور گفتار کی شکل میں مثلِ سورۃ رحمٰن ظہور پذیر ہوتی ہے۔ کتاب حقائق الحسنیٰ شرح اسماء الحسنیٰ حضرت باباجی مولانا غلام ربانی صاحب کی وہ صدائے دل ہے کہ جس کو صرف اہل دل ہی سُن اور سمجھ سکتے ہیں۔ دریائے معرفت کو کوزے میں بند کر کے ہر خاص وعام کو پیاس بجھانے کی دعوت ہے میری دلی تمنا تھی کہ اس کتاب کو جو فارسی اشعار میں تھی، اردو ترجمہ کر کے طالبان سلوک وابستگان سلوک کے سامنے رکھا جائے۔ اس کے لیے کئی مرتبہ کوشش کی۔ لیکن یہ صرف اور صرف ذکر الٰہی کی برکت اور قبلہ باباجی مولانا غلام ربانیؒ کی کرامت تھی کہ حلقہ گوجرانوالہ کے ساتھیوں نے ہمت کی اور مولانا عبیدالرحمٰن صاحب کی صورت میں مجھے مثل حق جو ساتھی ملے۔ مولانا کی علمیت، محنت، محبت، اخلاص اور کاوشوں کا صلہ ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ اور چھپائی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ میں جناب وسیم صاحب، جناب حافظ معظم میر صاحب، ظہیر صاحب ودیگر تمام ذاکرین حلقہ گوجرانوالہ کا ممنون ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے اپنی محبت ہم سب ساتھیوں کو نوازے۔ (آمین)

میں ان ساتھیوں کے لیے دعا گو ہوں اور کتاب پڑھنے والے ہر ایک سے ملتمس ہوں کہ ہمارے پیارے دوست محمد ارشد (مرحوم)، مولانا نعیم اللہ (مرحوم) کامونکی والے اور قاری افتخار احمد (مرحوم) کے لیے درجات کی بلندی اور مغفرت کے لیے دعا فرمائیں۔ انہیں حضرات کی بے لوث کوششوں واخلاص سے بھرپور محنت کا نتیجہ ہے کہ حلقہ گوجرانوالہ کے تمام ساتھی ذاکرین سلسلہ سے محبت اور عقیدت سے جڑے ہوئے ہیں اور وسیم صاحب کی سرپرستی میں یہ حلقہ دِن دُگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔

خاکپائے اولیاء نقشبند

ابوذر غفاری (لاہور)

تقریظ

حضرت مولانا ابوالرشاد دربی ہدکلیؒ

کتاب مسمّٰی بہ حقائقِ حسنٰی ترجمہ اسماء حسنٰی کہ از نتائج افکارِ صوفیٔ صافی و عارفِ وافی ہست بنظرِ بادی مطالعہ کردم از رموزِ لدُنیہ وآثارِ غیبیہ ونکاتِ صوفیہ ومعارفِ شافیہ خزانۂ معرفت وچشمۂ وحدت یافتم۔

حضرت مولانا ابوالرشاد دُربی ہدکلی ۶ شوال ۱۳۷۶ھ

یہ کتاب جو حقائق حسنٰی کے نام سے ہے جو اسماء حسنٰی کا (فارسی) ترجمہ ہے۔ کہ عارف وافی اور صوفیٔ صافی کے افکار کے نتائج میں سے ہے۔ میں نے ظاہری طور پر اس کا مطالعہ کیا تو میں نے اس کتاب میں وحدانیت کے چشمے اور معرفت کے خزانے اور معارفِ شافیہ اور نکاتِ صوفیہ اور آثارِ غیبیہ اور رموزِ لدنیہ پائے ہیں۔

مولانا ابوالرشادؒ

دربی ہدکلی

۶ شوال ۱۳۷۶ھ
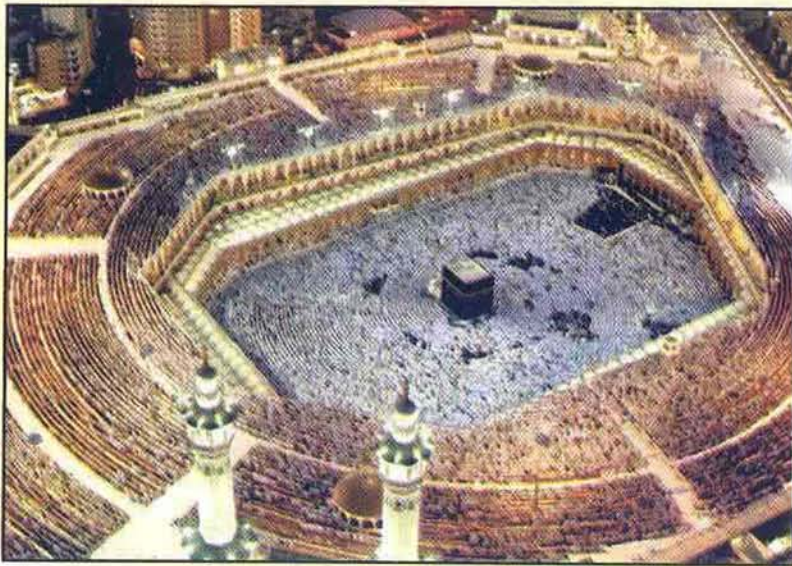
تقریظ

باسمہ تعالیٰ

حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب

رئیس دار الافتاء والارشاد جامعۃ الحمید

نحمده و نصلّی علی رسوله الکریم ط

حضرت مولانا غلام ربانی صاحب نقشبندی کی کتاب ''حقائق حسنیٰ شرح اسماء حسنیٰ''، جس کا اردو زبان میں مولانا عبید الرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ عربیہ رائیونڈ نے ترجمہ کر کے امت مسلمہ کیلئے آسان اور محصل الفہم بنانے کی کوشش کی۔ اللہ کریم ان کی اس محنت کو قبول فرما کر ذریعہ ترقی دارین بنا دے۔ آمین ثم آمین۔

واضح رہے کہ یہ مختلف عملیات پر مشتمل ہے لہٰذا غلط اور ناجائز مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔

واللہ اعلم

بندہ حمید اللہ عفی عنہ

شیخ الحدیث والتفسیر رئیس الشریعہ اکادمی، خطیب مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ علامہ زاھد الراشدی صاحب دامت برکاتہم

نحمده تبارك وتعالٰى ونصلى ونُسلّمُ على رسوله الكريم
و علٰى اله واصحابه واتباعه اجمعين

اما بعد!

حضرت مولانا غلام ربانی صاحبؒ بٹگرام ہزارہ کے بزرگ علماء کرام اور عارف باللہ صوفیاء عظام میں سے تھے ان سے ہزاروں لوگوں نے فیض حاصل کیا اور پورا علاقہ ان کی برکات سے مستفید ہوتا رہا، ان کی متعدد تصانیف میں ایک فارسی رسالہ اللہ رب العزت کے اسماء الحسنٰی کی عارفانہ تشریح میں ہے جو ان کے ذوق کی بلندی کا آئینہ دار ہے۔ ہمارے فاضل دوست مولانا عبید الرحمٰن صاحب نے اس کا اُردو میں ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جو اس کار خیر میں شرکت ہے ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس کاوش کو قبول فرمائیں اور حضرتؒ کے فیض کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ آمین یارب العالمین

ابو عمار زاھد الراشدی
(خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ)
(۲ جولائی ۲۰۱۲)

تقریظ

حضرت مولانا شیخ الحدیث

محمد یٰسین صابر صاحب دامت برکاتہم

مدرسہ جامعہ عمر بن خطاب ملتان

واضح ہو کہ مدرسہ عربیہ رائیونڈ کے ایک فاضل نوجوان استاذ صاحب نے حقائق حسنی شرح اسماء حسنیٰ کتاب دیکھائی جو کہ اصل فارسی زبان میں تھی جس کے مصنف حضرت مولانا غلام ربانی صاحبؒ ہیں جو کہ ضلع بٹگرام تحصیل آلائی کے ہیں کتاب کو دیکھ کر میں بڑا حیران ہوا۔ تفصیلی دیکھنا میسر نہیں آیا لیکن اجمالی طور پر دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ مصنفؒ موصوف صوفی مشرب ہیں۔ اور حقائق کے آگاہ انسان ہیں مصنف مذکور کی اس کتاب کا اردو میں عزیزم مولانا عبید الرحمٰن نے ترجمہ کیا۔ اور ترجے کا انداز صاف ستھرا نظر آیا میری تو عادت ہے کہ میں تو علمی کام کرنے والے علماء کرام کی حوصلہ افزائی کیا کرتا ہوں۔ مزید برآں میں مبارکباد دیتا ہوں اور دعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس تصنیف اور ترجمہ کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بندہ مسکین محمد یٰسین صابر

(۲۳ جون بروز پیر ۲۰۱۲)

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم
امام الصرف والنحو والتفسیر جامعہ مدنیہ جدید
(امیر تحفظ ختم نبوت عالمی ضلع لاہور)

نحمده و نصلّی علی رسوله الکریم اما بعد!

اللہ رب ذوالجلال نے اپنے بندوں کو اپنی بے شمار نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: وان تعد وا نعمة الله لا تحصوها۔ اللہ تعالیٰ کی اَن گنت اور بے شمار نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت اس پُرفتن دور میں کسی اللہ والے کا سایہ اوران کی نیک صحبت کا میسر ہو جانا ہے ایک بھائی کہنے لگے کہ اللہ والوں کی صحبت سے کیا ملتا ہے پھر خود ہی فرمانے لگے کہ اللہ والوں کی صحبت میں صرف اللہ ہی ملتا ہے۔ دو جہانوں کی سلطنت اللہ والوں کے قدموں میں نصیب ہوتی ہے نیت کا رُخ اللہ والوں کے قدموں میں سیدھا ہوتا ہے۔ دل کی بہت سی بیماریوں کی دوا اللہ والوں کے قدموں میں ملتی ہے مثلاً میرے شیخ جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی سرور صاحب دامت برکاتہم سے ایک صاحب پوچھ رہے تھے کہ میں جب بھی کوئی نیک کام شروع کرتا ہوں تو شروع میں نیت اچھی ہوتی ہے بعد میں ریا اور دکھلاوے کا خیال آجاتا ہے میں کیا کروں؟ حضرت فرمانے لگے جب بھی کوئی نیک عمل شروع کرنے لگیں مثلاً وعظ نصیحت یا پڑھنے پڑھانے لگیں یا صدقہ خیرات کرنے لگیں ایک مرتبہ اپنے دل میں دھیان دے کے یہ نیت کرلیں کہ یا اللہ یہ عمل تجھے خوش کرنے کیلئے کر رہا ہوں پھر ہزار بار غیر کا خیال آئے یہ ریا نہیں بلکہ وسوسہ ریا ہے۔ ریا کا تعلق قصد اور ارادے سے ہوتا ہے محض خیال آنے سے ریا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی ہی نیک مقبول ہستیوں میں سے ایک نیک ہستی سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم روحانی بزرگ حضرت مولانا غلام ربانیؒ صاحب کی تھی جن کی نیک صحبت سے خلقِ خدا کا ایک بہت بڑا طبقہ فیض یاب ہوا۔ اور بہت سی کتابیں بھی تصنیف کی۔ ان میں سے ایک کتاب حقائق حسنیٰ فی شرح اسماء حسنیٰ تصنیف فرمائی جس کا ترجمہ بہت ہی عمدہ انداز سے ہمارے عظیم مرکز مدرسہ عربیہ رائیونڈ کے نیک مخلص مدرس مولانا عبیدالرحمٰن صاحب زید مجدھم نے کیا۔ اللہ پاک کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ ہمارے ان تمام اکابرین کی نیک کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے۔ اور اپنی رضا اور خوشنودی کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

عرضِ مترجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o وَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا اَنْ اَخْرَجَنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ، وَجَنَّبَنَا الطَّاغُوْتَ وَالْکُفُوْرَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی الرَّسُوْلِ، وَعَلٰی اٰلِہِ الْوُفُوْرِ وَعَلٰی اَزْوَاجِہِ الطُّھُوْرِ

کتاب ہذا جو معرفت کے خزانے اپنے اندر چھپائے ہوئے ہے جب میں نے اس کا ترجمہ شروع کیا تو میرا ان تمام چیزوں کی طرف ادراک کم تھا۔ جب ترجمہ کرتا گیا تو یہ چیزیں زیادہ واضح ہوتیں گئیں تو گویا یہ محسوس ہونے لگا کہ تحت الثریٰ سے عالم امر تک تمام اشیاء میں اللہ کی صفات کیسے کارگر ہوتیں ہیں کیونکہ اس کتاب کا مقصد اللہ کی ذات واسماء وصفات اور افعال تکوینیہ کی پہچان کروانا ہے۔ تو گویا مصنفؒ کے بارے میں مجھے یہ محسوس ہونے لگا کہ حضرت باباجی مولانا غلام ربانی صاحبؒ کی روح عرش پر ہو اور وہ اپنی روح کی آنکھ سے نیچے تمام عالم کو تحت الثریٰ تک دیکھ کر اس کتاب کے نکات لکھ رہے ہوں۔ مزید برآں اس کتاب میں نکاتِ صوفیہ اور آثارِ غیبیہ اور معارفِ شافیہ اور منبعِ وحدانیت بھی موجود ہیں۔ جو طالبانِ سلوک کیلئے نافع ہیں۔ لہٰذا میری گزارش ہر عام اور خاص کیلئے ہے کہ اس کتاب کو کم از کم بالاستعاب تین دفعہ پڑھیں۔ باقی یہ بات تو مشہور ہے کہ مَنْ صَنَّفَ قَدِاسْتُھْدِفَ یعنی جس نے تصنیف کی وہ اعتراض کا نشانہ بنا۔ لہٰذا انسان کمزور اور خطاکار ہے۔ اگر ترجمے میں کچھ کمی ہوگئی ہو تو موجودہ پتے پر اطلاع دی جائے اور بعض اس کی عبارتہائے مہمّات کو حضرت باباجیؒ کے باقیہ کلام کا مطالعہ کر کے حل کیا ہے۔ آسانی کے لیے تشریحی الفاظ نیچے درج کئے ہیں تاکہ سمجھنا آسان ہو۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ اس کو قبول فرما کر پورے عالم میں دین کے زندہ ہونے کا ذریعہ بنائے اور مزید التجاء کرتا ہوں۔

التجاء

قبول کن زمن شہا از طفیل حُسنیٰ — عفو کن تقصیر ہائے من در صفاتِ حسنیٰ

اے بادشاہ پاک حسنیٰ کے طفیل مجھ سے یہ محنت قبول فرما — صفاتِ حسنیٰ میں مجھ سے جو غلطیاں ہوئیں اسکو معاف فرما

مہماتِ دنیا و عقبیٰ بہ حسنیٰ آسان دار — تا مردن برائے علم و جہدِ نبوت مرا مقبول دار

دنیا اور آخرت کی مشکلات کو پاک حسنیٰ کے ذریعے آسان فرما — موت تک علم اور جہدِ نبوت کیلئے مجھے قبول فرما

بدیں برکاتِ پاک اسماء و صفات — معاف دار خطاہائے اُمتِ مسلمہ و سیئات

اس پاک اسماء و صفات کی برکات کے سبب — تمام امتِ مسلمہ کے چھوٹے بڑے گناہوں کو معاف فرما

از برکت اسمِ ذات خاتمہ عُبید را — ختم حیاتِ اُو کن بر توحید راہ

اسم ذات کی برکت سے چھوٹے سے بندے کا خاتمہ — توحید کی راہ پر اس کی زندگی ختم فرما

در ہنگامِ نزع بر زبانم کلمے باد — و اُو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ باد

نزع کے وقت میں میری زبان پہ ایک کلمہ ہو — اور وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہو

دامنم بگیرید شافعاً در روزِ محشر — شفاعت فرمائید بندۂ بے نوا را در روزِ محشر

اے شافعی (ﷺ) روزِ محشر کے دن میرا دامن تھام لیجئے — اس بے سروسامان بندے کی قیامت کے دن شفاعت فرمائیے

بندہ عبید الرحمٰن عفی عنہ

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو حضرت خواجہ شمس الدین سید پوریؒ اور ان کے تمام خلفاء و مریدین کے نام کرتا ہوں یہ حضرت خواجہ شمس الدینؒ کا فیضان نظر تھا کہ قبلہ والد صاحب حضرت مولانا غلام ربانیؒ کے سینہ مبارک میں علم و عرفان کا ایک سمندر موج زن تھا۔ جس کے چند جلوے مختلف تصانیف کی صورت میں طالبان سلوک کو سیراب کر رہے ہیں۔

بندہ **ابوذر غفاری**
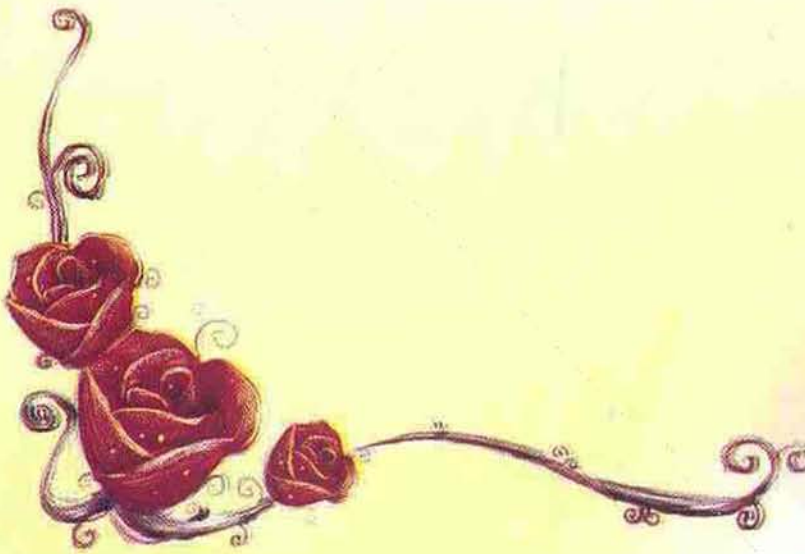
اے خدا شایانِ حمد اُشانِ تو

اے خدا تو ہی تمام تعریفوں کے لائق ہے

اے ھُدا شایانِ رشد اُشان تو

اے ہدایت دینے والے ہدایت دینا تیرے ہی لائق ہے

مالکا ہر دو سرا مملوکِ تو

اے مالک دونوں جہاں تیری ہی مِلک میں ہیں

خالقا ہر دو جہاں مخلوقِ تو

اے خالق دونوں جہاں تیری ہی مخلوق ہیں

واحدا انباز در کارِ تو نیست

اے تن تنہا رب تیرے کام میں کوئی شریک نہیں ہے

یا علیؑ ہمراز در کارِ تو نیست

اے بلند و بالا رب تیرے کام میں کوئی راز دان نہیں ہے

از فراوانِ کرم توئی کریم

مہربانی کی زیادتی سے تو ہی مہربان ہے

از عدم در وجودِ آوردۂ خلق عظیم

عدم سے وجود میں عظیم مخلوق کو تو ہی لایا ہے

صاحبِ دولت محمدؐ مصطفیٰ

مرتبے والے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

مخزن وحدت محمدؐ مجتبیٰ

وحدانیت کے غم خوار محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

مظہرِ وحدت رسول مقتدیٰ

وحدانیت کا مظہر رسول مقتدیٰ ہیں

مادۂ کثرت نبی خیر الوریٰ

تمام اشیاء کی اصل نبی خیر الوریٰ ہیں

ابتدائے مبتدی نامِ خدا

ہر ابتداء کرنیوالے کی ابتداء خدا کے نام سے ہے

انتہائے منتہیٰ نامِ خدا

ہر انتہا کرنیوالے کی انتہا خدا کے نام سے ہے

دولتِ رحمٰن نوید مبتدی

رحمان کی دولت شروع کرنیوالے کیلئے خوشخبری ہے

رحمت الرحیم اُمید منتہی

رحیم کی رحمت انتہا کرنے والے کی اُمید ہے

ابتدائے مبتدی رحمت بود

شروع کرنے والے کی ابتداء رحمت ہے

انتہائے منتہی رحمت بود

اختتام کرنے والے کی انتہا رحمت ہے

جوش رحمت ابتدائے[1] ماوراء

رحمت کا جوش مخلوق کی ابتداء ہے

کوش رحمت انتہائے ماوراء

رحمت کی کوشش (مقصود) مخلوق کی انتہا ہے

رحم رحمٰن ہست یعنی مظہرش

رحمٰن کا رحم اس کا مظہر ہے

اول و آخر وجودِ ماورش

اسکے ماورا کا وجود اول اور آخر ہے

---

[1] حقیقت احمدیؐ

خطاب نفس خودرا

اے پریشاں بے وفا رفتی کجا — از لقائے دلبراں ماندی چرا

اے پریشان بے وفا تو کہاں چلا گیا — تو محبوّں کی ملاقات سے کیوں پیچھے رہ گیا

از پریشانی چہ آوردہ ای بدست — جز خیالُ وہم نہ آید ہیچ دست

پریشانی سے تو کیا ہاتھ میں لایا ہے اے دل — وہم وخیال کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا اے دل

دیدۂ دل بر جمال یار باد — ہر زمان و ہر ساعت بیدار باد

دل کی آنکھ یار کے حسن پر ہو — تیرا ہر وقت اور ہر گھڑی بیدار ہو

از لقائی یار جانم در سرور — از امیدِ وصل جانم در حضور

یار کی ملاقات سے میری جان خوشی میں ہوتی ہے — وصل کی اُمید سے میری جان حضور میں رہتی ہے

کن بیانِ وحدت وکثرت عیاں — تا شود بر فہمِ ما ظاہر نشاں

اے اللہ تو کثرت و وحدت ظاہر کر دے — تا کہ ہمارے فہم پر کوئی نشانی ظاہر ہو

جزو اول ایمان لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

دو طرف دارد در چشمت گلے — یک طرف در ما دیگر گلبنے

تیری آنکھ میں پھول دو طرفیں رکھتا ہے — ایک طرف ہم میں ہے دوسری طرف پھول کی شاخ میں ہے

کیفِ گل بے کیف در گلبن بدہ — وحدت وکثرت در ایں مضمن شدہ

پھول کی کیفیت بلا کیف ہے شاخ میں — ذات اور مخلوق اسی میں پوشیدہ ہے

رنگ و بوز آثار ہائے گلشن ست — دولتِ گل از نثار گلبن ست

رنگ اور بو باغ کی نشانیوں میں سے ہے — پھول کا وجود جڑ کی قربانی کا نتیجہ ہے

آں یکے خارے کہ در پائے گل ہست
وہ ایک کانٹا جو کہ پھول کے پاؤں میں ہے

قدرتِ گلبن بر آزار گلبن ہست
شاخ کی طاقت جڑ کی تکلیف پر

چند روزے زینت گل باغ را
باغ کیلئے پھول کی زینت چند دن ہے

زیورے پوشیدہ باغ وراغ را
کچھ زیور باغ اور سبزہ زار کیلئے چھپے ہوئے ہیں

افتادہ برگِ گل رسوا شدہ
آخر پھول کی پتی گرنے سے ضائع ہو گئی

گل بن بر جائے خود بر پا شدہ
شاخ اپنی جگہ پر قائم ہو گئی

یک طرف قائم دیگر نابود شد
ایک سمت قائم ہو گئی دوسری ختم ہو گئی

بودِ گل از جودِ گلبن بود شد
پھول کی ہستی شاخ کی سخاوت سے ہے

ایں طرف وزدی طرف خلقی بود
یہ بات اس میں پیدائشی ہے

شاخِ گلبن چوں طرف امرے بود
شاخ کی شاخ بھی اسی حکم کی طرح ہے

والیٔ قدرت شہادت مِلکِ اُو
قدرت کا مالک اپنی مِلک کا گواہ ہے

قبضۂ ہر ماوراء در مِلکِ اُو
ماورا کا قبضہ اسی کی مِلک میں ہے

مظہرِ خالق وجودِ کثرت ست
مخلوق کا وجود خالق کا مظہر ہے

کثرت اندر وحدتِ اوقدرت ست
اللہ تعالیٰ کی ذات مخلوق میں قادر ہے

تشریح: پہلے اشعار میں یہ بات سمجھائی ہے۔ جو تیرے دل میں ایک پھول ہے۔ وہ دو طرف جھکا ہوا ہے یعنی ایک طرف لا الٰہ اور دوسری طرف الا اللہ۔ جب تک اظہار نہیں تو بلا کیف ہے۔ اور ذات اور مخلوق لا الٰہ الا اللہ میں پوشیدہ ہے یعنی لا الٰہ یعنی کوئی الٰہ نہیں۔ معنوی طور پر مخلوق کی طرف اشارہ ہے۔ الا اللہ میں خالق تو پوشیدہ ہے۔ اب باغ کی زینت اور نشانی تو رنگ اور بو ہے۔ لیکن پھول یعنی اعمال کا وجود لا اللہ سے ہے۔ پھول کی پتی تو گر سکتی ہے۔ اعمال تو کمزور پڑ سکتے ہیں لیکن ایمان یعنی لا الٰہ کمزور نہیں پڑ سکتا ہے۔

تشریح: اللہ ہر چیز کا مالک ہے۔ اور وہ خود اس پر گواہ ہے اور مخلوق پر قابض ہے۔ اور قادر ہے۔ اور مخلوق اللہ کا مظہر ہے۔ یعنی اللہ کا تعارف اس مخلوق سے ہو رہا ہے۔

مُحَمَّد رَسُوْلُ اللّٰه

نامِ تو مسکر چوں صہبائے عنب
تیرا پاک نام انگور کی شراب سے زیادہ مزے دار ہے
شوق تو ساطور جانِ من برید
تیری محبت وہ چاقو ہے جس نے میری جان کو کاٹ دیا
الصلوٰۃ اے مظہرِ ربُّ الھدے
اے رب الھدیٰ کے مظہر آپ پر درود ہو
جلوۂ عبدیت از شانِ شما
بندگی کا ظہور آپ کی شان سے ہے
بر رُخِ زیبا و جانِ انبیاء
انبیاء کی خوبصورتی اور جان پر رحم فرما
بر درت استادہ ام روئے سیاہ
تیرے دروازے پر سیاہ چہرے کے ساتھ کھڑا ہوں
خواہ از مولے غلام پُر خطا
خطا وار غلام کے مولا سے یا نبی

السلام اے شاہ سلمانی عرب
اے عرب کے بادشاہ آپ پر سلام ہو
الصلوٰۃ اے مظہرِ حمدِ مجید
اے واجب الوجود ذات کی ثنا خوانی کے مظہر آپ پر درود ہو
اول اعلانِ تو از ربِ العلےٰ
آپکا سب سے پہلا اعلان بلند مرتبہ رب کی طرف سے ہے
قائل اول تو در قالوا بلےٰ
اَلَسْتُ کے دن سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلیٰ کہا
رحم فرما بر غریب بے نوا
بے ساز و سامان غریب پر رحم فرما
رُو سیاہ و رُو تباہم از گناہ
میرا چہرہ سیاہ ہے اور میں گناہوں کی وجہ سے تباہ ہوں
روزِ محشر یا نبی خیر الوریٰ
خیر الوریٰ قیامت کے دن شفارش طلب کیجئے

افغانی قبض حال

سر سبزہ شوے زما دزرہ نوا طٔ
میرا دل سر سبز و شاداب ہو گیا
خزینہ دَ معارفو لوے دفتر شوے
میرا دل معرفت الٰہی کا دفتر بن گیا

تر سدرہ شوے رسیدہ در انبساطٔ
یہاں تک کہ سدرۃُ المنتہیٰ تک بلند ہوگیا
داز ما دَ زرہ وارہ وارہ نقاط
یعنی میرے دل کے چھوٹے چھوٹے نقطے بھی معرفِ الٰہی کے دفتر بن گئے

ا۔ ظاہر ہونے کی جگہ

خوشنودی اُوخورسندی پہ فضل بُو یہ
بے لہ فضلہ دَغریب نہ وی نشاط

انبساط اور انعام اس کے فضل سے ہے
اللہ کے فضل کے علاوہ بیچارہ غریب انسان کیا کرسکتا ہے

محافل دَ معارفو لذت کاندے
سامعہ وی جامعہ نہ پہ اسطاط

عارف لوگوں کی محفلوں میں لذت ہوتی ہے
سننے کے قابل اور جامع ہوتی ہے نہ کے لکھنے میں

جان فشاں یاران ضرور کبن پہ کاریکی
ذوالوجھین دَغلام مشہ اختلاط

بہادر دوست مصیبت کے وقت کام آتے ہیں
اے لڑکے شرّ الناس کے ساتھ اختلاط مت کر

توحید

راہ مرا بنمو درا ہم را باز دِلنواز
شد دلیلِ نام وصلت راہ ساز

اے خدا مجھ کو راہ دکھا اور میری راہ کیلئے دلنواز عطا کر
تیرے وصل کا نام مجھے راہ دکھانے والا بن گیا

زود خواہم تا رسم در کوئے دوست
چوں نشاں راہ من شد نام دوست

دوست کے پاس جلدی پہنچنا چاہتا ہوں
کہ دوست کا نام میرے راستے کے نشان کی طرح ہے

بر سبیل سیر حال نامِ پاک رَو
تا رسی در کوئے یار پاک رَو

پاک ذات کے نام کے حال کے راستے پر چل
تاکہ پاک ذات کے یار کے محلے میں پہنچے

بعد از تکرار نامِ کردگار
مے رسی بر منزلت چوں شہسوار

اللہ کے نام کا ذکر کرنے کے بعد
تو اپنی منزل پر شہسوار کی طرح پہنچ جائے گا

پس شبا روزاں رَوا رَو در رواں
تا رسی در منزلِ آں لامکاں

تو دن اور رات مسلسل چلتا رہ
تاکہ لامکاں ذات کی منزل پر پہنچ جائے

لامکانے از مکاں آید بدست
باز گردد سالکش مست[1] الست

ذات (اللہ) مخلوق سے حاصل ہوتی ہے
اس راستے پر چل کر مست ہونیوالا الست کے دن واپس آتا ہے

---

1 انسان کی حالت ختم ہو کر بے خودی کی حالت ہو جائے اس کو مست کہتے ہیں۔

الخالق

این مکاں شد مظہر آں لامکاں
یہ دنیا اس پاک ذات کا مظہر ہے

لامکاں را از مکاں باشد نشاں
ذات کی ممکنات (خلق) سے نشاندہی ہوتی ہے

این مکاں دادہ[1] نشاں از لامکاں
یہ دنیا ذات کی طرف سے نشان دی گئی ہے

لامکاں جلوہ ست ہم اندر مکاں
اس لیے کہ ذات دنیا میں جلوہ افروز ہے

این مکان از لامکاں جلوہ شدہ
یہ دنیا ذات پاک سے جلوہ افروز ہے

چوں نگاہ دلبراں عشوہ شدہ
محبوبوں کی نگاہ کی طرح گوشۂ چشم ہوئی ہے

این مکیناں را دو رُخ در این مکاں
اس مکاں میں لوگوں کے دو چہرے ہیں

یک سوی اِمکاں دگر در لامکاں
ایک چہرے کا رخ اس دنیا کیطرف اور دوسرا ذات کیطرف ہے

این طرف را خلق گو مخلوق ہست
اس طرف کو مخلوق کہتے ہیں

آں طرف امرے ست لامخلوق ست
اُس طرف (عالم امر) کو لامخلوق کہتے ہیں

این تنم محتاج تا راہ بر شدہ
یہ میری جان راہ نما کی محتاج ہے

راہبر بر اہم مرا رہ بر شدہ
میری راہ کا راہنما میرے لئے راہبر ہوا

گرچہ دریا بے کراں باشد عمیق
اگرچہ دریا بے انتہاء گہرا ہو

اسوۂ راہبر ہدایت شد رفیق
ہدایت کے راہبر کا نمونہ دوست ہوا

مثل ریگستاں بر او دارم گذر
میں اس پر ریگستان کی مثل گزر رکھتا ہوں

واللہ اعلم بحالِ خیر و شر
اللہ ہی اس کا خیر اور شر جانتا ہے

از خدا خواہم صراط مستقیم
میں اللہ سے صراط مستقیم کا سوال کرتا ہوں

فاستقم بشنو اگر باشی فہیم
تُو استقامت کی آیت سن اگر سمجھ دار ہے

بندگی در کوشش تا مولا شوی
اللہ کی بندگی اختیار کرنیکی کوشش کرتا کہ تو عزت والا ہو جائے

فقر و عجز آموز تا اعلےٰ شوی
فقر و عاجزی سیکھ لے تا کہ بلند مرتبہ ہو جائے

حالِ احوالت حوالہ اے غلام
اے غلام اپنے احوال کو اس ذات کے حوالے کر دے

خاص بر حول قولی رب السلام
میرے قول اور حال پر ربُّ السلام مخصوص ہے

[1] کسی شئی کو دوسری شئی کے ساتھ نشان دینا۔

گل فروزی[1] از فروغِ گلبن ست
چشم[2] دوزی نا فروغِ گلخن ست

گلاب کے پھول کی روشنی گلاب کے پھول کے درخت کی ٹہنی سے ہے
غفلت ڈھیر کی گندگی ہے

گرچہ پائے گلبنِ[4] اندر گلخنِ[5] ست
شاخ در شاخ است و گل در گلشن است

اگرچہ گلاب کے پودے کی جڑ گندگی کے ڈھیر میں ہے
لیکن طرح طرح کے پھول باغ میں ہیں

گلخنِ ناسوت پروردہ ترا
گلشن لاہوت[10] رنگ دادہ ترا

معیشتِ دنیا تیری پالی ہوئی ہے
لاہوت کے باغ کو تو نے رنگ دیا ہے

بے[7] مثالش دادہ تمثیلے[8] وجود[9]
لامکانش دادہ امکانے وجود

وہ بے مثل کے جس نے ہر چیز کو شکل دی ہے
وہ لامکان ہے جس نے دنیا کو وجود دیا ہے

ایں مکاں شکر یہ تمکینِ خود
بر دوامِ شکر کن تسکینِ خود

اس دنیا میں احسان تسلیم کرنا اپنی تمکیں ہے
تو اپنی تسکین کو شکر کی ہمیشگی پر کر

دل بذکر اللہ مے گیرد آرام
الا بذکر اللہ شنو اندر کلام

دل اللہ کی یاد سے ہی آرام پکڑتا ہے
الا بذکر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے کلام سے سن

غیر از نامش قرارے کے بود
استقامت احترامت کے بود

اس کے نام کے علاوہ چین کب آتا ہے
شریعت کے بغیر عزت کب آتی ہے

نام خدا

محترم اندر حرم نامِ خدا
بس کرم در علم نام خدا

حرم میں اللہ کا نام احترام والا ہے
ناموں میں خدا کا نام عظمت والا ہے

---

۱ انوارِ معرفت عالمِ خلق کے ظہور سے ہے۔ ۲ کثافت طبیعت۔ ۴ ممکن الوجود ۵ دُنیا ۶ صورت و جسم
۷ بے کیف ۸ کیف ۹ بدن ۱۰ ذاتِ الٰہی کا عالم جس میں سالک کو مقامِ فنافی اللہ حاصل ہوتا ہے۔

عزتِ ہر دو سرا نامِ خدا
دونوں جہانوں کی عزت خدا کا نام ہے

شوکتِ ہر دو جہاں نامِ خدا
دونوں جہانوں کی شان و شوکت خدا کا نام ہے

زیورِ حسنت شدہ نامِ خدا
تیرے حسن کا زیور خدا کا نام ہے

سطوت و ہیبت شدہ نامِ خدا
تیری رفعت و بلندی خدا کا نام ہے

تیز در رفتار شد نامِ خدا
رفتار میں تیز خدا کا نام ہے

گرم در گفتار شد نامِ خدا
بولنے میں گرم خدا کا نام ہے

برق شد تابندہ از نامِ خدا
خدا کے نام سے انوار کا ظہور ہے

تاب آفتاب ہست از نامِ خدا
خدا کے نام سے سورج کی گرمی ہے

نورِ ماہ تاب ہست از نامِ خدا
چاند کی روشنی خدا کے نام سے ہے

نور نور از جلوتِ نامِ خدا
نور کا روشن کرنا خدا کے نام کی تجلی کی وجہ سے ہے

شرۂ ملکوت از نامِ خدا
فرشتوں کی حرکت خدا کے نام سے ہے

پرتوِ ناسوت از نامِ خدا
عالمِ وجود کا عکس خدا کے نام سے ہے

مالک[1] و مملوک از نامِ خدا
مالک اور مملوک خدا کے نام سے ہے

غالب[2] و مغلوب از نامِ خدا
غالب اور مغلوب بھی اس کے نام سے ہے

ناصر[3] و منصور از نامِ خدا
ناصر و منصور خدا کے نام سے ہے

ساتر[4] و مستور از نامِ خدا
ساتر اور مستور بھی اس کے نام سے ہے

علم عالم چیست جز نامِ خدا
عالم کے علم کا نامِ خدا کے سوا کیا ہے

حکمِ حکمت چیست جز نامِ خدا
حکمت کا کمال خدا کے نام کے سوا کیا ہے

غافر[5] و مغفور از نامِ خدا
غافر اور مغفور اس کے نام سے ہے

ناشر و منشور از نامِ خدا
ناشر اور منشور بھی اس کے نام سے ہے

---

[1] مالک اثر مملوکیت [2] غالب، اثر غلبہ [3] فاتح اثر نصرت [4] پردہ۔در پردہ [5] اسم غفار، اثر مغفرت

عاشق[1] و معشوق از نامِ خدا | طالب[2] و مطلوب از نامِ خدا
عاشق اور معشوق بھی اس کے نام سے ہے | طالب اور مطلوب بھی اس کے نام سے ہے

خدمتِ خدام از نامِ خدا | بر غلاماں طوق[3] از نامِ خدا
خدام کی خدمت خدا کے نام سے ہے | غلاموں پر پابندی خدا کے نام سے ہے

شان سبحان الذی از نامِ خدا | سرِّ اسریٰ چیست جز نامِ خدا
سبحان الذی کی شان خدا کے نام سے ہے | اسریٰ کا راز خدا کے نام کے سوا کیا ہے

تیزیٔ براق از نامِ خدا | بال پروازش ہم از نامِ خدا
براق کی تیز رفتاری خدا کے نام سے ہے | اس کی پرواز کی شان بھی خدا کے نام سے ہے

قوت رفتار از نامِ خدا | منزلِ کردار از نامِ خدا
رفتار کی قوت خدا کے نام سے ہے | کام کرنے والوں کی منزل خدا کے نام سے ہے

سیر[4] افلاک ہست از نامِ خدا | سرِّ املاک ہست از نامِ خدا
آسمانوں کی سیر خدا کے نام سے ہے | علوی ملک کا راز خدا کے نام سے ہے

قاب[5] قوسین ہست از نامِ خدا | شانِ[6] ادنیٰ ہست از نامِ خدا
قاب قوسین خدا کے نام سے ہے | ادنیٰ کی شان خدا کے نام سے ہے

رمزِ مازاغ[7] ست از نامِ خدا | ماطغیٰ[8] عشق از نامِ خدا
مازاغ کا راز اللہ کے نام سے ہے | عشق ماطغیٰ اللہ کے نام سے ہے

گرم و نرم عشق از نامِ خدا | آب و تاب دلبراں از نامِ خدا
گرم اور نرم عشق خدا کے نام سے ہے | عاشقوں کی چمک دمک خدا کے نام سے ہے

---

[1] ذاکر، مذکور [2] عارف، معروف [3] دوام ذکر اسمِ ذات [4] مرتبہ قربِ کیف [5] قاب قوسین مراد قرب طرفی
[6] ادنیٰ مراد قرب غیر طرفی [7] مازاغ البصر الخ آیت کی طرف اشارہ [8] ماطغیٰ آیت کی طرف اشارہ

گرمئ[1] دلدادگاں از نامِ خدا
معشوقوں کی گرمی خدا کے نام سے ہے

نرمئ دل بیدلاں از نامِ خدا
عاشقوں کے دل کی نرمی خدا کے نام سے ہے

بے خودی[2] باخوداں از نامِ خدا
عقل والوں کی مدہوشی خدا کے نام سے ہے

دم کشئ[3] دم کشاں از نامِ خدا
سانس روکنے والوں کا سانس روکنا خدا کے نام سے ہے

بیہوشاں[4] را ہوش[5] از نامِ خدا
بے ہوشوں کی ہوش خدا کے نام سے ہے

بے نوارا نوش از نامِ خدا
بے توشہ کی خوراک خدا کے نام سے ہے

بود وجود ما و راز نامِ خدا
مخلوق کا وجود اور عدم اللہ کے نام سے ہے

کوشش و عیش حوتیاں از نامِ خدا
مچھلیوں کی زندگی اور کوشش کرنا خدا کے نام سے ہے

گفتگوئ عاشقاں از نامِ خدا
عاشقوں کی گفتگو خدا کے نام سے ہے

جستجوئے بیکساں از نامِ خدا
بے سہارا لوگوں کی جستجو خدا کے نام سے ہے

ناکسے را در کسے از نامِ خدا
بے کس کی حیثیت خدا کے نام سے ہے

نیستی را ہستی از نامِ خدا
ناممکن کا ممکن ہونا خدا کے نام سے ہے

اے دلِ بیدار بے زار از چہ ای
اے جاگنے والے دل تجھے کیا بے زاری ہے

اے دلِ نادار بیمار از چہ ای
اے غافل دل تجھے کیا غفلت ہے

ایں دوئ[6] بگذار و یکتائی[7] گزیں
دو کو چھوڑ دے اور ایک کو پکڑ لے

احولی[8] بگزار بینائی[9] گزیں
اندھے پن کو چھوڑ دے اور بینا ہو جا

احولی چہ بود نگاہِ بے وفا
اندھا پن کیا ہے ناپائدار نگاہ

چیست دو رنگی بقائے نابقا
دو رنگی کیا ہے فنا ہونیوالی چیز کو بقا سمجھنا

چوں بقائے نابقا شد ناوفا[10]
نابقا کا بقا کی طرح ہونا ناوفا ہے

بستہ پائے ناوفا شد بس جفا
ناوفا کا دل بستہ ہونا فقط ظلم ہے

---

١ سرورِ دل ٢ سکرِ وحدت از غلبہ حال وذکر ٣ حبسِ دم طریقہ نقشبندان ٤ صاحب حال ٥ بیداری
٦ شرک ٧ توحید ٨ غفلت ٩ معرفت ١٠ تھوڑا

حکم از فانِ و بقۓ گوش دار — پس بقائے ذوالبقاء در ہوش دار

فنا کرنیوالی اور باقی رہنے والی ذات کا حکم غور سے سن — پس واجب الوجود ذات کا بقا ہونا سمجھ

ایں بقائے ماوراء فانی بود — ذات یکتا خود بخود باقی بود

یہ مخلوق کی بقاء فانی ہے — ایک ذات خود بخود باقی رہنے والی ہے

ہستی ہر نیست نابودی بود — گرچہ در پندار خود بودی بود

ہر معدوم (جسم) کا وجود فنا ہونے والا ہے — اگرچہ اپنی سمجھ میں وہ موجود ہے

ذات آں پروردگار دو جہاں — از زوال واز زیاں دار دامان

اس دو جہاں پروردگار کی ذات — زوال اور نقصان سے محفوظ ہے

نامِ آں بے کیف جانِ دو جہاں — حرز تعویذ ست و حفظ دو جہاں

اس بے کیف ذات کا نام دو جہاں کی جان ہے — امن گاہ ہے اور دو جہاں کا نگہبان

از مبارک نامِ پاکش در زمین — ہیچ نقصاں نیست تا عرش بریں

اس کے پاک نام کی برکت سے زمیں میں — کچھ نقصان نہیں ہے عرش بریں تک

عرش یک ذرہ زنارِ نامِ او — فرش یک سایہ زعکسِ نامِ او

عرش اس کے نام کے نور کا ایک ذرہ ہے — فرش اس کے نام کے عکس کا ایک سایہ ہے

درنگنجد نامِ او اندر جہاں — از فروغ پرتوش روز جہاں

جہاں اس کے نام کو اپنے اندر نہیں سما سکتا — جہاں کا دن اس کے نام کے نور کی تجلی ہے

از بیاضِ نام او روشن جہاں
اس کے نام کی سفیدی سے جہان روشن ہے
از ریاضِ نامِ اوگلشن جہاں
اس کے نام کے باغ سے دنیا آباد ہے

حق نوازی ہست اندر نامِ حق
حق کی نوازش اللہ کے نام کی وجہ سے ہے
جان درازی ہست اندر نام حق
زندگی کا دراز ہونا اللہ کے نام میں ہے

درحقائق نامِ حق شد راہ نما
حقیقت میں اللہ کا نام راستہ دکھانے والا ہے
راہ نمائیندہ ست چوں پیرِ ھدا
راستہ دکھانے والا ہے پیر ھدیٰ کی طرح

طورِ سینا ایں دلِ ذاکر بود
ذاکر کا دل طور سینا کی طرح ہے
نارِ موسےٰ ایں دل فاکر بود
فکر کرنے والا دل موسیٰ کی آگ کی طرح ہے

خلعہ نعلین حضورش در قیام
کہ میرے پاس حاضری میں کھڑے ہوتے وقت جوتے اتار
ربگ افہام موسےٰ در کلام
تیرے رب نے موسیٰ کو کلام میں سمجھایا

رفتن موسیٰ سوئے فرعونیاں
حضرت موسیٰ کا فرعونیوں کی طرف جانا
چیست فرعوں نفس وشیطاں الاماں
کیا ہے فرعون نفس اور شیطان سے اللہ محفوظ رکھے

ابتلائے بود درحقِ غوی
حق کے بارے میں (شک) میں مبتلا ہونا گمراہی ہے
راہ نمائے بود در سحرِ قوی
سخت جادو میں راہ دکھلاتا ہے

از ہدایت ساحراں مسحور شد
جادو گر ہدایت سے مسحور ہوئے
از ضلالت طاغیاں مہجور شد
فرعونی گمراہی کی وجہ سے حق سے جدا ہوئے

سرکشی با سروراں تہذیب نیست
سر کشی سردار لوگوں کو زیبا نہیں
ہمسری با افسراں تادیب نیست
افسروں کے برابر اپنے آپ کو سمجھنا ادب نہیں ہے

در ادب باش اے غلام ناتمام
اے نامکمل غلام ادب والا ہو
تا بخیر آئید انجام نظام
تا کہ نزع کے وقت خاتمہ خیر ہو جائے

---

[1] تاثیر اسم ھادی۔

تحلِ سینہ ہمزۂ نامِ الٰہ
اللہ کے نام کے ہمزہ کو سینہ میں اتارنا

برق نورش در بیانش جلوگاہ
اسکے نور کی روشنی اسکے بیان میں جلوہ افروز ہے

بیکراں لطف ست در لام لطیف
لطیف کے لام میں بے حد مہربانی ہے

کارِ نورش از نزاکت شد منیف
اس کے نور کا کام نزاکت سے بلند ہے

ہائے نامش دائرِ اسماء شدہ
اللہ کے نام کی ''ھا'' اسماء کو دائر ہوئی[1]

ماوراء در دائرش غوغا شدہ
''ھا'' کے دائرے میں تمام مخلوق داخل ہوئی[2]

از ثریٰ تا لامکاں یُمن و یسار
تحت الثریٰ سے لامکاں تک دائیں طرف اور بائیں

از جلالِ قدرتش دار و قرار
اللہ کی قدرت کی ہیبت سے آرام اور حیات ہے

یک نفر بیروں ز فرمانش کجا
ایک آدمی اللہ کے حکم سے کہاں نکل سکتا ہے

یک شرر بیروں ز انوارش کجا
اور ایک چمک اسکے انوار سے کہاں باہر نکل سکتی ہے

مور تا فیل ست در فرمانِ او
چیونٹی سے ہاتھی تک اللہ کے حکم سے چلتے ہیں

کوہ تا نیل ست در فرمانِ او
کوہ قاف سے نیل تک اسی کے فرمان سے چلتے ہیں

فرش تا عرش ست در حکمش رواں
فرش سے عرش تک اللہ کے حکم سے چلتے ہیں

فطرتاً ہر چیز در حکمش دواں
فطری طور پر ہر چیز اس کے نام سے چلتی ہے

معنئ اسمِ الٰہ بشنو جواں
اے جوان اسم الٰہ کے معنی کو سن

با تو گویم انشاءاللہ در بیاں
انشاءاللہ میں تجھ سے بڑے بادشاہ کے بارے میں بیان کرتا ہوں

---

[1] جلالی و جمالی اسماء معدود (۹۹) وغیرہ اور غیر معدود چنانچہ اسماء وصفاتِ باری تعالیٰ غیر متناہی ہے۔ فاعلہ منفعلہ اسم اللہ کی ''ھا'' تمام اسماء پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور مخلوقات اسماء کی تاثیرات سے پیدا ہوئی ہے۔ پس مخلوق ''ھا'' کے دائرے میں جمع ہے۔

[2] مخلوق ''ھا'' کے دائرے میں داخل ہے۔ یہ اسمائے حسنیٰ کی توحید اللہ کے لیے ہے۔ پس توحید کی رو سے تمام ممکنات ''ھا'' کے دائرے میں داخل ہوئی۔

بس سزاوار ہست ولائق ہر صفت
معنی الٰہ ہست لائق در لغت

بہت مناسب اور ہر صفت کے لائق ہے
الٰہ کا معنی لغت میں مناسب ہے

بشنوایں معنےٰ زعبدِ بے نوا
نیست عرش راالوہیت سزا

مجھ کمزور بندہ سے یہ معنی سن
عرش کے لیے الوہیت لائق نہیں ہے

ازمحاور بشنو اسرارِ لغت
نیست در معبود غیرش لائقت

لغت کے راز کی آسان گفتگو تو سن
معبود ہونے میں اس کے علاوہ کوئی لائق نہیں

زینتِ ماازلباسِ لا اِلٰہ
کے توانم من سپاس لا اِلٰہ

ہماری زینت لا الٰہ کے لباس سے ہے
میں لا الٰہ کا شکر کب ادا کر سکتا ہوں

اززمین وآسماں آید صدا
لا اِلٰہ ولا اِلٰہ ولا اِلٰہ

زمین و آسمان سے لا الٰہ
اور لا الٰہ اور لا الٰہ کی صدا آتی ہے

سربہ سر پوشیدہ اودر پردہ لا
ذات یکتا و مثالش لاولا

مکمل اللہ کی ذات لا کے پردہ میں پوشیدہ ہے
ذات یکتا ہے اس کی کوئی مثال نہیں اور نہیں

جز ز حکمش ذرہ جنبش کے کند
غیر حکمش شرہ نورش کے کند

اس کے حکم کے علاوہ ذرہ کہاں ہلتا ہے
اسکے حکم کے سوا اسکے نور کی طمع کون کر سکتا ہے

بے ثباتِ ماورآء اثباتِ او
احتجاج ماوراازذاتِ او

مخلوق کی بے ثباتی اللہ کی ذات کا اثبات ہے
مخلوق کی دلیل اس کی ذات سے ہے

مرہم چاکِ درونِ بیدلاں
دیدنِ دیدار پاک گلرُخاں

عاشقوں کی اندر کی زخم پٹی کو
خوبصورت کے دیدار نے پھاڑ دیا

دیدنِ دیدہ فزاید از دیدار — سُرمۂ نوری ہست روئے شہریار

آنکھ کی نظر دیدار سے بڑھتی ہے — بادشاہ (خدا) کا چہرہ نوری سُرمہ

دربدن پیدا شود خود تازگی — روح در جولاں شود از تازگی

بدن میں خود تازگی پیدا ہوتی ہے — اس تازگی سے روح جھومنے لگتی ہے

ناز بوئی ناز بینان نازِ او — راز جوئی راز جویاں راز او

عارفوں کا فیض اللہ کا فیض ہے — عارفوں کا نور اللہ کی معرفت ہے

اِلتیام اندر دلِ چاکاں تُوئی — نورِ عرفاں در دلِ پاکاں توئی

پھٹے دلوں میں زخم بھرنا تجھ ہی سے ہے — معرفت کا نور پاکوں کے دل میں تجھ ہی سے ہے

شور و غوغا در دلِ شوریدگاں — بُرد خواب و آرام از خوابیدگاں

عاشقوں کے دل کا شور و غوغا — سونے والوں سے سکون اور نیند اُڑا دیتا ہے

از خیالِ روئے تو غوغا شدہ — شور و شر افتادہ واویلا شدہ

تیرے چہرے کے دیدار کے خیال سے شور ہوگیا — شور و غوغا اور وا ویلا ہو گیا

دل درونِ سینہ غلطید[1] و تپید — برق رخسارش بچشم[2] حال دید

دل سینے میں لُڑھکتا اور تڑپتا ہے — اُسکے رخسار کی روشنی کو اسنے حال کی آنکھ سے دیکھا

سینہ چوں آئینہ نارِ نورِ تو — روشن است از زیت فکر روئے تو

سینہ تیرے نور کی روشنی کے آئینے کی طرح ہے — تیرے چہرے کے فکر کے تیل سے چراغ قلبی روشن ہے

قبلۂ ہر روئ یک روئے تو شد — رہبرِ کوئے تو ہم بوئے تو شد

ہر ایک چہرے کا قبلہ تیرا چہرہ ہوا — تیری گلی کا راہ نما تیری خوشبو ہوئی

بوئے شمیدن چیست آثارِ[3] مکان — زیتِ فکرش اعنی اسماء[4] حسان

خوشبو سونگنا کیا ہے مخلوق کی نشانیاں — اُس کی فکر کا تیل مراد لیتا ہوں اسماء الحسنیٰ

---

[1] حرکت کرنا [2] تصورِ ذاتی [3] اشیاء دنیا میں غور و فکر کرنا [4] اسماء حسنیٰ کہ ہر اسم دنیا اور آخرت کی کسی نہ کسی چیز سے تعلق رکھتا ہے

ایں جہاں آثار اسمائے صفات

یہ جہاں اُس کے صفاتی نام کے آثار ہیں

ہست در ہر چیز تاثیرے صفات

ہر چیز میں صفات کی تاثیر ہے

ایں عبادت ہائے گونا گونِ ما

یہ ہماری مختلف عبادتیں

ازخواص اسم اللہ عابدان

عابدوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کے خواص سے

ایں عبادت ہائے عالم گاہ بگاہ

یہ لوگوں کی گاہ بگاہ عبادتیں

اولاً تحریک آید از خدا

سب سے پہلی حرکت اللہ کی طرف سے آتی ہے

زیرِ حکم اسم باشد مدرکات

اسم کے حکم کے تحت ہے تمام عالم خلق

انتظامِ ہر یک از نظمِ صفات

ہر ایک کا انتظام اسکی صفات کی نظم وضبط سے ہے

ظل وآثار الہ میمونِ ما

ہمارے بابرکت الہ کے آثار او سایہ ہیں

عکسہا بگرفتہ گشتند عارفان

اس کے عکس کو پکڑ کر عارف بن گئے

چیست الّا عکس اسمِ الٰہ

کیا ہیں مگر الہ کے نام کا عکس ہے

بعدہٗ توفیق گردد از الٰہ

اسکے بعد توفیق بھی اللہ کی طرف سے ہوتی ہے

ظلِ رحمٰن ست عیشِ زندگی

رحمٰن کا سایہ زندگی کی اسائش ہے

زندگی در بندگی بندگی در زندگی

زندگی بندگی میں ہے بندگی زندگی میں ہے

چائے وحلوہ نانِ بریان وکباب

چائے اور حلوہ پکی ہوئی روٹی اور کباب

ظل مہرِ رحمت او بے حساب

اس کی رحمت کے سورج کا سایہ بے حساب ہے

بے بدل ہم بے رقم روزی دہد

مفت بھی بے قیمت روزی دیتا ہے

از خواص اسمِ رحمٰن میدہد

رحمٰن کے نام کی خاصیتوں سے دیتا ہے

کفر وایماں شرط رحمانش کجا

اس دینے کیلئے کافر اور مسلمان ہونیکی شرط رحمٰن نے کب لگائی ہے

مور و مارش شرط احسانش کجا

چیونٹی اور سانپ کیلئے اسکے احسان کی شرط کہاں ہے

عاشقِ رحمٰن بہ معشوقِ علَم

رحمٰن کا عاشق نشاندار معشوق کے ساتھ ہے

مہرباں ہست بے حساب و بے رقم

مہربان ہے بغیر حساب اور بغیر قیمت کے

عاشقِ رحمٰن بہ معشوقِ جہاں

رحمٰن کا عاشق جہاں کے معشوق کے ساتھ ہے

تربیت دادہ زشانِ بے نشاں

اپنی بے مثل شان سے تربیت کرتا ہے

عاشقِ رحمٰن بہ خوبانِ مکاں

رحمٰن کا عاشق دنیا کے خوبصورتوں میں ہے

قسمت رزقش نمود از لامکاں

اس کے رزق کا حصہ لامکاں سے نازل ہوتا ہے

عاشقِ رحمٰن خدایا بر غلام

رحمٰن کا عاشق ہوں خدایا غلام پر

مہرباں دار یدواختم بالسلام

مہربانی کیجئے اور ایمان کی سلامتی کیساتھ خاتمہ کیجئے

الرحیم بخشندۂ روزِ حشر

رحیم بخشنے والا ہے حشر کے دن

مومنان وصالحاں اندر حشر

مومنوں اور نیکوں کو حشر کے اندر

فرقِ رحمٰن از رحیم ست ایں قدر

رحمٰن کا فرق رحیم سے اس قدر ہے کہ

آں بہ دنیا ایں بہ عقبےٰ منحصر

رحمٰن دنیا میں ہے اور رحیم آخرت میں منحصر ہے

فاجران وفاسقان وکافراں

فاسق اور فاجر اور کافر

بعدازتوبہ شود مستغفراں

توبہ کے بعد مغفرت طلب کرنیوالے بن گئے ہیں

این بودتاثیرازرحمِ رحیم

یہ رحیم کے رحم کی تاثیر ہے

مجرماں راعفوازرحمِ رحیم

مجرموں کومعاف کرنا رحیم کے رحم کی وجہ سے ہے

سالہادرکفرِ کافردرگذشت

کافر نے کفر میں سالہا سال گذار دیئے

توبہ کردہ یک ساعت مغفورگشت

توبہ کی ایک گھڑی میں مغفور ہو گیا

دررحیم مشروط اسلامت شدہ

رحیم کے رحم کرنے میں تری اسلام کی شرط ہے

تاایمان موقوف انعامت شدہ

کیونکہ ایمان پر تیری نعمتیں موقوف ہیں

الملک والیٔ املاکِ مکاں

اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا والی ہے

مالکِ ہردوسراشاہِ شہاں

دونوں جہانوں کا مالک اور شہنشاہ ہے

مالکااوطان سفلی آنِ تو

اے مالک تحت الثریٰ تک ساری زمینیں تیری مِلک میں ہیں

مالکاعلوی علم فرمانِ تو

اے مالک ساتوں آسمانوں میں عرش معلیٰ تک تیرا حکم ہے

ازثرا تالامکان حکمش رواں

تحت الثریٰ سے عالم الٰہی تک اُس کا حکم جاری ہے

مرغ وماہی زیرِفرمانش رواں

مرغی اور مچھلی اسکے فرمان کے تحت چل رہیں ہیں

غیرِ ملکش ذرّہ باشد چہ ساں

اسکی بادشاہی کے بغیر ایک ذرہ بھی کیا کرسکتا ہے

کےتواند یک حبہ سودوزیاں

ایک دانے کے بقدر کون نفع اور نقصان دے سکتا ہے

مِلک مالک دائم وقائم بود

اللہ تعالیٰ کی بادشاہی قائم و دائم ہے

مِلکِ مملوک کے دائم بود

مملوک کی مِلک کب تک دائم رہے گی

الملک خود شاہد ملکِ خود ست	**ماو را شاہد بنا ملکِ خود ست**
اللہ تعالیٰ خود اپنی بادشاہی کا گواہ ہے	مخلوق کے علاوہ اللہ اپنی بادشاہی کا گواہ خود ہے
غیر را غیریت از ملک مَلِک	**مالک یکتا سزا وار و ملک**
مخلوق کی بادشاہ کے تصرّف سے دُوری ہے	وہ یکتا مالک ہی بادشاہی کے لائق ہے

القدوس پاک ست از چرکِ علم	**ذات یکتا پاک از شرک و عدم**
القدوس پاک ہے ہر میل (عیب سے)	وہ یکتا ذات ہے جو شرک اور فنا سے پاک ہے
پاکی آں پاک از پاکی خود	**نے کہ محتاج ست در پاکی خود**
اُس پاک ذات کی پاکی اپنی پاکی سے ہے	وہ اپنی پاکی میں کسی کا محتاج نہیں
خود بخود پاک ست ذاتِ پاکِ او	**نقصِ ناپاکی ندارد ذاتِ او**
وہ پاک ذات خود بخود ہی پاک ہے	اس کی ذات ناپاکی کے عیب سے پاک ہے
طُہر و طیب شبنمِ فیضِ[1] قدوس	**بر تنِ عالم فتادہ از قدوس**
اس قدوس کے فیض کی پاک اور صاف شبنم	دنیا میں اس قدوس ذات کی طرف سے پڑتی ہے
زاں سبب گہ پاک و گہ ناپاک ایم	**گہ اندر پاک گہ بے باک ایم**
اسی سبب سے ہم کبھی پاک ہوتے ہیں کبھی ناپاک	کبھی خوفزدہ کبھی بے خوف ہوتے ہیں
پاکی آں ذات یکتا دائیم ست	**دائماً در پاکی خود قائم ست**
اس یکتا ذات کی پاکی ہمیشہ رہنے والی ہے	وہ اپنی پاکی میں ہمیشہ قائم رہنے والا ہے
از قدوست رونقِ پاکی من	**لطفِ پاکش باعثِ پاکی من**
میری پاکی کی رونق اس قدوس ذات کی طرف سے ہے	اس پاک ذات کی مہربانی میری پاکی کا سبب ہے

---

[1] قدوس کے فیض کی تاثیر۔

قدسیاں تقدیس گویانِ قدوس
فرشتے اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں

ازکمالِ قدس ابدانش قدوس
قدوس کے کمال سے اُن کے جسم پاک ہوگئے

السّلام سالم از تعلیلِ تمام
وہ سلامتی والا ہے تمام آفتوں سے

ذاتِ او رانیست اقسامِ سقام
اس ذات کو مرض کی اقسام میں سے کچھ بھی لاحق نہیں

حولِ احوالش و دَورِ میغ وماغ
سردی اور گرمی کے دور اور اسکے احوال کا زمانہ

ذات بے پروائے او از باغ وراغ
وہ ذات جو دنیا کے باغ سے بے پروا ہے

از برودت، از حرارت خشک وتر
سردی سے گرمی سے خشک و تر سے

عنصرت رانیست برذاتش گذر
تیرے عنصری جسم کو اس کی ذات پر گزر نہیں

داورِ سالم زتکمیلِ صفات
وہ ذات صفات کی تکمیل سے سالم

ہیچ نقصانے ندارد وصفِ ذات
کوئی کمی نہیں رکھتا ذات کے وصف میں

ضدِ تسلیم ست تعلیلِ جہاں
سلامتی کی ضد جہاں کی آفتیں ہیں

امتیازِ واجب[۱] وممکن[۲] عیاں
واجب اور ممکن کا فرق واضح ہے

ہر کہ آگاہ شد زراہِ معرفت
جو شخص معرفت کے راز سے آگاہ ہوا

شد ہویدا منزلش از معرفت
معرفت سے اس کی منزل روشن ہوئی

منزلِ شرعی صراطِ مستقیم
شریعت کی منزل صراط مستقیم ہے

منزلِ توحید رشد ست وسلیم[۳]
توحید کی منزل سیدھی راہ پر ہے

---

۱ واجب الوجود ۲ ممکن الوجود ۳ تصور، طبعاً سلامتی والی طبیعت

یا سلام یا سلام یا سلام

اے سلام اے سلام اے سلام

ہست امن جان وتن اندر سلام

یہ جان کا امن اور بدن کے اندر سلامتی ہے

تندرستی رونقِ برقِ سلام

صحت کی رونق سلام کا ظہور ہے

امنِ ایمانِ من از ذکرِ سلام

میرے ایمان کی سلامتی سلام کے ذکر سے ہے

صیقلِ زنگِ حسد شد السلام

حسد کے زنگ کو صاف کرنے والا ہے سلام

درمیانِ دشمناں قبل از کلام

دشمنوں کے درمیان کلام سے پہلے ہے

تحفۂ نادر میانِ دوستان

دوستوں کے درمیان نایاب تحفہ سلام ہے

السلام ست وتحیہ در بیاں

السلام ہے اور قرآن میں بھی سلام ہے

ضامن است المومن اندر کارِ ما

ہمارے کاموں کا مؤمن ضامن ہے

کارِ ما اعمالِ ما گفتارِ ما

ہمارے کاموں کا ہمارے اعمال کا ہماری گفتگو کا

چوں امانت امنِ من در قدرتش

جب میرے امن کی امانت اسی کی قدرت (ذات) میں ہے

مُو بمو موجود اندر حکمتش

اس کے فرمان میں سب کا سب موجود ہے

جانِ ما ایمانِ ما ابدانِ ما

ہماری جان ہمارا ایمان ہمارے بدن

آنِ ما اکوانِ ما افنانِ ما

ہمارے اوقات ہمارا ہونا ہمارے علوم

جملہ مخزون ست ومکنون در کتاب

تمام جمع ہے اور کتاب میں محفوظ ہے

ذرّہ ذرّہ یافت خواہد در حساب

وہ قیامت میں ذرہ ذرہ کو حساب میں پائے گا

بیش وکم ہرگز نہ گردد در ادائے

کم اور زیادتی ہرگز نہیں ہوتی صلہ دینے میں

باوفا باشد روا و ناروائے

اور وفا کبھی مناسب ہوتی ہے اور کبھی نامناسب

یا کریما بر غلام اکرام کن	رحم خود بر حالِ او انعام کن
اے کریم تو کرم کر غلام پر	اس کے حال پر اپنے رحم کا انعام کر

المھیمن جل جلالہٗ

۱۴۵ جمالی

اے نگہبان ز خوفِ خائفان	المھیمن بس کہ باشد مہربان
اے خوف کنندگان کی خوف سے حفاظت کرنیوالے	المھیمن بس یہ کہ وہ مہربان ہے
مہربانی پاسِ انفاسِ من ست	آں مہیمن خود نگہبانئے من ست
میرے سانسوں کا مہربان محافظ ہے	وہ مہیمن خود میرا محافظ ہے
آں مہیمن بر ہمہ سایہ فگن	مہرِ یزدانی اش ضامن در فتن
وہ مہیمن سب پر سایہ کرنے والا	اُس مہیمن کی محبت آزمائش میں ضامن ہے
غیرِ او ہرگز تواند پاسِ خود	بارِ ہر مسکین بود انفاسِ خود
اس کا غیر تو ہرگز اپنی بھی حفاظت نہیں کر سکتا	ہر مسکین کا بوجھ اُس کے اپنے سانس ہیں
ایں مہیناں کے تواند پاسِ خود	ایں ضعیفاں کے کند انفاسِ خود
یہ عاجز اپنی حفاظت کب کر سکتے ہیں	یہ کمزور کب خود سانس لے سکتے ہیں

العزیز جل جلالہٗ

۹۴ جمالی

العزیز غالب زبردست پہلواں	سایۂ ظلّ عزیز ہر پہلواں
عزیز غالب قوت والا قادر ہے	ہر بہادر عزیز کے سائے کا سایہ ہے

عزت وذلت ز آثار عزیز

عزت اور ذلت عزیز کے آثار میں سے ہے

از تعز من تشاء گردد عزیز

تعز من تشاء کی تاثیر سے عزت والا ہوتا ہے

ہر عزیز و جابر و ہر قہرمان

ہر عزیز اور جابر اور ہر غضبناک

ذرہ نارِ عزیزش بے گماں

بے شک اس کے نام عزیز کے نور کا ایک ذرہ ہے

عزتِ داریں ز انعامِ عزیز

دونوں جہانوں کی عزت عزیز کے انعام سے ہے

قوتِ کونین ز اکرامِ عزیز

دونوں جہانوں کی قوت عزیز کے اکرام میں سے ہے

ہر عزیز از عزتِ حق شد عزیز

ہر عزت دار حق تعالیٰ کی عزت سے صاحب عزت ہوا

اصلِ عزت ذات یکتائے عزیز

عزیز ذات کی یکتائی عزت کی بنیاد ہے

اے بزرگی لائق شانت شدہ

اے اللہ بزرگی تیری شان کے لائق ہے

ہر شکستہ راست از قدرت شدہ

ہر ٹوٹا تیری قدرت سے درست ہوا

ہر آبادی راست ویرانی ز تو

ہر آبادی کو ویرانی تجھ سے ہی ہے

سرنگونی سرفرازی ہم ز تو

ذلت اور عزت بھی تیرے ہاتھ میں ہے

صورتِ زیبا گلستاں را دہی

چمن کو خوبصورت شکل تو دیتا ہے

زینتِ رعنا درختاں را دہی

درختوں کو سرسبزی کی زینت بھی تو ہی دیتا ہے

مر شتر را دادہٗ صورت قوی

خاص اونٹ کو مضبوط جسم تو نے ہی دیا

پشہ را بخشندہ صورت ناقوی

مچھر کو کمزور جسم تو نے ہی دیا

ماوراء در بودِ خود مجبور ہست

مخلوق اپنے وجود میں محتاج ہے

باز در فقدانِ خود محصور ہست

پھر اپنے عدم میں بند ہے

المتکبر کبیر ہست ذاتِ او
خاص شد ایں وصف اندر ذاتِ او

متکبر کہ اُس کی ذات بڑی ہے
یہ وصف اس کی ذات کے ساتھ خاص ہے

غیر را شانِ بزرگی کے بود
خاصۂ حادث تکبر کے شود

مخلوق کو بزرگی کہاں لائق ہے
حادث کا خاصہ تکبر کیسے ہو سکتا ہے

ماوراء کافر ز پنداریٔ خود
مثلِ شیطان گشتہ زناریٔ خود

کافر مخلوق تکبر کے گمان سے
اس شیطان کے مثل ہوئی جو اپنی زناری سے ہوا

العیاذ باللہ ز کارِ ناسزا
دِہ امانم یا رب از نفس و ہوا

ہم نامناسب کام سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں
اے اللہ مجھ کو نفس اور خواہش پرستی سے امن میں رکھ

کبر موقوف ست تا ذاتِ کبیر
عجز و ذلّت، ضعف توصیفِ صغیر

کِبر کبیر ذات تک ہی موقوف ہے
عاجزی ذلت اور ضعف چھوٹے پن کے اوصاف ہیں

ایں کبیرانِ مکاں اصغر بوند
تربیت یا بندہ از اکبر بوند

اس دنیا کے بڑے بہت چھوٹے ہیں
اس بڑی ذات سے تربیت پانے والے ہیں

شد ملازم نفس را ایں مرتبت
عجز و ذلّت فقر و ضعف و مسکنت

تو اپنے نفس کو ان امور کا عادی بنا لے
عاجزی و ذلت اور فقر اور ضعف اور مسکنت کا

در نظر خود را غریب و خوار دار
تاب و طاقت لائق قہار دار

اپنے آپکو اپنی نظر میں غریب اور ذلیل بنا کر رکھ
ساری طاقتوں کے لائق اس قہار ذات کو سمجھ

تا شوی تو بندۂ معبودِ خود
تا رسی در منزلِ مقصودِ خود

تاکہ تو اپنے معبود کا بندہ بن جائے
تاکہ تو اپنی منزل مقصود کو پہنچ جائے

جل جلالہٗ

الخالق

۷۳۱ جمالی

خالق پیدا اگنندہ لوح وقلم — درو جود آرندہ از محضِ عدم

وہ تمام کائنات کا خالق اور لوح وقلم کو پیدا کرنیوالا ہے — وہ عدم سے وجود میں لانے والا ہے

قبل قصدِ خلق را گویم عدم — چوں ارادت شد عدم شد منعدم

مخلوق کے ارادے سے پہلے کو میں عدم کہتا ہوں — جب تیرا ارادہ ہوا عدم نابود ہوا

مظہر[1] قصدِ خدا شد ماوراء — خلق آمد نامِ ایں ہر[2] دوسرا

اللہ کے ارادے کا مظہر مخلوق ہے — اس کے نام سے ہر دوسرا پیدا ہوا

در ارادہ نامِ خلق احدیّت[3] ست — شانِ باری مظہر ایں کثرت ست

مخلوق کے نام کے ارادے میں یکتائی ہے — شان باری اسی کثرت کا مظہر ہے

ظلِّ ذاتِ پاک اسماء وصفات — ظلِّ اسماء وصفات افعالِ ذات

اسماء و صفات پاک ذات کا سایہ ہے — اسماء اور صفات کا سایہ اللہ کے افعال ہیں

ظلِّ افعال[4] ست آثار وجہاں — از ثریٰ تا سدرہ جملہ فانیاں

دنیا و مافیہا افعال کا سایہ ہے — تحت ثریٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک سب فانی ہے

نزدِ صوفی نامِ اسماء وصفات — عالمِ جبروت[5] شد نزد ایں ثقات

اسماء و صفات کے نام صوفی کے نزدیک — عالم جبروت ہے اِن صُوفیوں کے نزدیک

پر ز ہیبتہا جلال ایں مقام — ہم حقیقت احمدیؐ شد ایں مقام

یہ مقام جلال کی ہیبتوں سے پُر ہے — یہ مقام حقیقتِ احمدیؐ بھی ہے

مظہرِ وصفِ حقیقت احمدؐ ست — ممکناتِ خود مظہر ایں احمدؐ ست

یہ مقام حقیقت احمدیؐ کے وصف کا مظہر ہے — ممکنات خود اس حقیقت احمدیؐ کا مظہر ہیں

---

[1] ظاہر ہونے کی جگہ [2] دونوں جہاں [3] احدیّت سے مراد مرتبہ لاتعین ہے یعنی فقط اللہ کی ذات بغیر اسماء وصفات کے۔
[4] تکوینی امور [5] سدرۃ المنتہیٰ سے لامکاں تک اس کی حدود ہے یہ مقام اسماءِ صفات ہے۔

سرِّ لولاک ست مخزوں اندریں | فرش تا عرش ست مکنوں اندریں[1]

اس پوشیدہ خزانے میں لولاک کا راز ہے | فرش سے عرش تک اس میں پوشیدہ ہے

ایں تقاضا کردہ اسمِ خالقؒ | پرتوِ خلق از شعاعِ خالقؒ

اسم خالق کی خواہش ایرادی ہے | وصفِ خالق کی شعاع سے مخلوق پر عکس ہے

ایضاً البارِی کہ بخشد بارہا | بذرِ باری مظہرش اشجارہا

باری بھی وہ ہے جو بار بار بخشتا ہے | باری کا بیج بونا اس کا مظہر درخت ہیں

عالمِ ناسوت راپیدا کن ست | نسل جاری کردہ اندر ممکن ست

اجساد کے عالم کو پیدا کرنے والا ہے | مخلوق کے اندر نسل کو جاری کرنے والا ہے

نطفہ بیضہ بار و اثمار و شجر | خاصۂ البارِیٔ اندر شمر

نطفہ انڈا حمل اور میوہ اور درخت | باری تعالیٰ کے خاصے میں تو شمار کر

ہر صفت را خود ارادہ شامل ست | زاں سبب ہر یک بذاتش کامل ست

ہر صفت کیلئے اپنا ارادہ شامل کیا ہے | اسی وجہ سے ہر ایک اسکی ذات کے ساتھ کامل ہے

---

[1] حقیقت احمدیؐ یعنی عالم علوی میں ہمارے آقا کا نام احمد سے لیا جاتا ہے۔ اور عالم بالا کی مخلوق آپ کو احمد کے نام سے یاد کرتی ہے۔

جل جلالہٗ المصوّر
٣٣٦ جمالی

المصوّر صورتِ زیبا کند | در عالم اجسام جسم را آرا کند

مصور (یعنی اللہ ہی) خوبصورت صورت بناتا ہے | عالم اجسام میں جسم کو آراستہ کرتا ہے

صورتِ دلکش دہد گلزار را | زیر پائے گل نشاند خار را

باغ کو خوبصورت زینت بخشنے والا ہے | پھول کی جڑ میں یعنی اسکے قریب کانٹے کو رکھتا ہے

تخم را صورت دہندہ چوں چنار | نطفہ انساں کردہ باعزّ ووقار

بیج کو پیڑ جیسے لمبے درخت کی صورت دینے والا ہے | انسان کے نطفہ کو باعزت وباوقار انسان بناتا ہے

حبّہ را یکدانہ را بسیار کرد | از سنابل سبع پر انبار کرد

(بیج کے) ایک دانے سے کئی دانے بنا دیتا ہے | سات خوشوں سے ڈھیر بنا دیتا ہے

تخم انجیرے کہ از حد کوچک ست | شاخ وبیخش بین کہ از وے کاوک ست

انجیر کا بیج جو کہ حد سے چھوٹا ہے | اسکے بیج اور شاخیں تو دیکھ کہ اس سے کتنا بڑا درخت بنتا ہے

صورتِ یک را دگرگوں[1] میکند | چوں وچند از روئے بیچوں میکند

ایک ہی صورت کو کئی صورتوں میں بدل سکتا ہے | اُس کا ایسا ویسا کرنا بے مثل ذات سے کرتا ہے

جل جلالہٗ الغفّار
١٢٨١ جمالی

مغفرت را مایہ از غفرانِ تو | عاصیاں را مغفرت شایانِ تو

مغفرت کا سرمایہ تیری بخشش سے ہے | گنہگاروں کو معاف کرنا تیرے ہی شایان شان ہے

[1] سفید سیاہ وغیرہ۔

راہ بر ماھد یۂ غفران تو

ہمارا راہ ہدایت پر چلنا تیری بخشش کی عطا ہے

منزلِ ما کو چۂ غفرانِ تو

ہمارا منزلِ مقصود تیری بخشش کی گلی ہے

منزل و ماوائے من غفرانِ بود

ہمارا منزل و مقصود تیری بخشش ہے

جُرم بخشندہ صفت غفران بود

قصور کو معاف کرنا تیری ہی غفرانی صفت ہے

یا غفار یا غفور اغفرلنا

اے غفار اور اے غفور ہم کو معاف فرما

از تو خواہم عفو تو فاغفرلنا[1]

تجھ ہی سے ہم معافی چاہتے ہیں تو ہم کو معاف فرما

جرم بخشندہ اثیماں را توئی

گناہگاروں کے جرم کو معاف کرنیوالا تو ہی ہے

مہد پرور ہم یتیماں را توئی

یتیموں کو ماں کی گود میں بھی پالنے والا تو ہی ہے

اے نوائے بے نوا بخشندہٗ

اے بے سہاروں کو بخشنے والے

مجرماں را جرمہا پوشندہٗ

اے مجرموں کے جرم کو چھپانے والے

داعیاں را مژدہ شد وصف مجیب

دعا مانگنے والوں کیلئے وصف مجیب خوشخبری ہے

عاصیاں را تکیۂ غفرانِ قریب[2]

گناہگاروں کو تیری ہی بخشش پر بھروسہ ہے

مورَدِ غفران شدہ عصیانِ من

میرے گناہوں کی معافی تیری بخشش کے سرچشمہ سے ہوئی

حُلیۂ فرماں شدہ ایمانِ من

میرا ایمان تیرے فرمان کا زیور ہوا

فرح بعد از جرح باشد در جہاں

جہان میں نظام سنت ہے کہ بیماری کے بعد تندرستی مل جاتی ہے

مغفرت باشد صلاح عاصیاں

اور گناہگاروں کی اصلاح تیرے معاف کرنے سے ہے

اے ترا شایان شانِ مغفرت

گناہ بخشنا تیرے ہی شایان شان ہے

شانِ ما شایاں جرم و معصیت

اور ہماری حالت تو جرم اور گناہ کرنا ہے

معصیت محتاج سوئے مغفرت

معصیت بخشش کی محتاج ہے

مغفرت مشتاق سوئے معصیت

بخشش معصیت کی مشتاق ہے

---

[1] صلہ ہا الغفار [2] صفت قریب

القہّار خود جلالت شانِ تو
شوکت وہیبت سیاستِ شانِ تو

قہار خود تیری شان بزرگی والی ہے
شان شوکت اور دبدبہ تیری حکومت کی شان ہے

یک شرر از نارِ قہرش کافراں
زرۂ قہرش بود مغضوبیاں

اسکے قہر کی آگ کا ایک شعلہ ہی کافروں کو کافی ہے
اس کے قہر کا ایک ذرہ ہی مغضوبوں کو کافی ہے

زہرِ مار از قہرِ او قاتل شدہ
نیش کژدم چوں سمِ ہائل شدہ

سانپ کا زہر اس کے قہر سے قاتل بن گیا
بچھو کا ڈنگ ہولناک زہر کی طرح ہوا

آن سم الفاری کہ قہرِ الودہ شد
ہر کہ خورد، از بودِ خود نابود شد

وہ جلدی اثر کرنے والا زہر جو موثر بقہر ہوا
جو کوئی کھاتا ہے وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو لیتا ہے

ایں بود آثار قہرِ ذوالقہار
العیاذ باللہ من قہر القہار

یہ ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے قہر کی نشانیاں ہیں
ہم قہار کے قہر سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں

گر شمارم مے نہ گنجد در شمار
بے حساب و بے شمار قہرِ آثار

ان نشانیوں کو اگر شمار کروں تو شمار نہیں کر سکتا
بے حساب اور قہر کی نشانیاں بے شمار ہیں

الوھاب اصلِ عطا از لامکان
میرسد فرعش بسوئے ایں مکان

عطا کرنیوالے کی عطا کی اصل لامکان سے ہے
اُس کی عطا پہنچتی ہے اس مکاں کی طرف

از شعاعِ نورِ او روشن شدہ

اس کے نور کی شعاع سے تمام عالم روشن ہو گیا

باغ و راغ از دانہ اش خرمن شدہ

باغ اور کھیت میں اسکی عطا سے ایک دانہ سے ڈھیر لگ گئے

ما و تو چیدیم و آسودہ شدیم

ہم اور تم ان نعمتوں کو لے کر راحت میں آ گئے

لیک شد اسراف و آلودہ شدیم

لیکن ہم سے اسراف ہوا ہم گناہگار بن گئے

برگِ گل را موھوبت مرغوب شد

پھول کی پتی کو تیرا عطا کرنا پسند ہوا

رنگ و بو بگرفت و دل آشوب شد

اس نے رنگ اور خوشبو پکڑی تو ہر دل اسکی طرف فریفتہ ہو گیا

شہد اعطا کرد با نحلِ عسل

شہد کی مکھی کو شہد عطا کیا

یعنی از زنبور پیدا شد عسل

یعنی شہد کی مکھی سے شہد بنایا

شیر از سرگین و خون پیدا کند

گوبر اور خون کی نالیوں کے درمیان سے دودھ نکالتا ہے

رنگِ اسفیدش زخون اعطا کند

دودھ کو سفید رنگ خون سے عطا کرتا ہے

فی السماء رزقکم باران بود

تمہارا رزق آسمانوں میں ہے امر الٰہی کے ساتھ

اصل باران یعنی از فرمان بود

بارش کی اصل یعنی امر الٰہی ہے

اِنّہٗ یعنی ھُوَ الرزاق تو

بے شک رزق دینے والا تو ہی ہے

مالک ہر دو سرا خلّاق تو

دونوں جہانوں کا مالک اور خالق تو ہی ہے

قوت امثالے علم نامِ خدا

بہتر روزی دینا اللہ کے نام کی نشانی ہے

روح ناسوتی علَم نامِ خدا

زندگی کی روح خدا کے نام کی نشانی ہے

الفتاح ہر بستہ را دادہ کشاد
اللہ ہر بندھے ہوئے کو کھولنے والا ہے

فاتح از مفتوحِ خود گردیدہ شاد
کھولنے والا اپنی کھولی ہوئی چیز سے خوش ہوتا ہے

بستہ امرے را کشادہ میکند
ہر بندھے ہوئے کام کو اللہ کھول دیتا ہے

غلقت ابواب را وا مے کند
بند دروازوں کو کھول دیتا ہے

بستہ از تدبیر ہر کارے کہ بود
ہر کام جو بھی آدمی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی تدبیر میں بندھا ہوا ہے

از آثارِ فتاح مے یابد کشود
فتاح کے اثر سے ہی ہر کام کھلتا ہے

گر بہ پا زنجیر تدبیرش بود
اگر پاؤں میں اُس کی تدبیر کی زنجیر ہو

تیغ فتاح قطعِ زنجیرش کند
تو فتاح کی تلوار اس کی زنجیر کو کاٹ دیتی ہے

پیشِ برق یا فتاح ظلمت نہ ماند
یا فتاح کی تجلی کے سامنے اندھیرا نہیں رہتا

اندرونِ ذاکرش کدرت نہ ماند
اسکے ذکر کرنے والے کے اندر مَیل نہیں رہتا

بہرِ مغلوبیٔ شیطان و ہوس
شیطان اور خواہش کو مغلوب کرنے کیلئے

ذکر یا فتاح کن در ہر نفس
ہر سانس میں یا فتاح کا ذکر کر

در نقابِ نور او مستور بود
وہ اپنے نور کے پردہ میں چھپا ہوا ہے

جلوۂ فتاح رویش وانمود
فتاح کے جلوہ نے اس کے چہرہ کو کھول دیا

نطفہ در ارحام بستہ مدّتے
نطفہ ماں کے رحم میں ایک مدت تک بند رہتا ہے

صورتش دادہ زفتحش در رہے
اپنی فتاح صفت کے اثر سے اسکو صورت دیکر رہا کرتا ہے

العلیم دانندہ رازِ سینہا — خیر و شر از بغضہا و کینہا

علیم وہ ہے جو سینوں کے راز کو جاننے والا ہے — اچھائی بُرائی بغض اور کینے کو جاننے والا ہے

علم حق بر جملہ عالم دائرست — ذرّہ ذرّہ پیش علمش ظاہرست

اللہ کا علم سارے عالم کو گھیرے ہوئے ہے — ذرہ ذرہ اس کے علم کے سامنے ظاہر ہے

ہر چہ کردہ یا کند یا میکند — با کمالِ علمِ خود آں میکند

جو کیا ہے یا کرتا ہے یا کرے گا — وہ اپنے علم کے کمال کے ساتھ کرتا ہے

نیست پوشیدہ ز علمش یک ذرہ — مُو بہ مُو دانندہ حالِ ہر ذرہ

اس کے علم سے ایک ذرہ بھی چھپا ہوا نہیں — اللہ ہر ذرے کے پورے حال کو جاننے والا ہے

ظاہر و باطن اولش تا آخرت — در احاطہ علم او کل ماجرت

ظاہر اور باطن اول سے آخر تک — جو کچھ جاری ہے اللہ کے علم میں ہے

سایۂ علمِ علیم ست علمِ خلق — پرتوئے نورِ علیم ست علمِ خلق

علیم کے علم کا سایہ مخلوق کا علم ہے — مخلوق کا علم علیم کے علم کے نور کی روشنی سے ہے

حدّ و پایانے ندارد علمِ حق — زاں سبب محدود فہم و علمِ خلق

اللہ تعالیٰ کے علم کی کوئی حد نہیں — مخلوق کا علم اور فہم اسی وجہ سے محدود ہے

جل جلالہٗ القابض
٩٠٣ جمالی

بند کردن از خواصِ قابضؔ
بند کرنا قابض کے خواص میں سے ہے

گر بہ بند دکے کشاید بندِ او
اگر اللہ بند کر دے کون ہے کہ اسکی بندش کو کھولے

درزمین بندست بیخ ہر شجر
زمین میں ہر درخت کا بیج بند ہے

از سببھا قبضہ ہا بر یک دگر
اسباب کی رُو سے انکا ایک دوسرے پر قبضہ ہوتا ہے

قبضۂ ارحام برآبِ منی
ارحام کا قبضہ منی کے قطرے پر ہے

درحقیقت قبضۂ قابض بود
جس شخص کا دوسرے کی چیز پر قبضہ ہو

پنجۂ قدرۃ کمالِ قابض
قدرت کا پنجہ قابض کا کمال ہے

گر کشاید کس نتاند بندِ او
اگر وہ ذات کھولے تو کون شخص ہے جو اسکو بند کر سکے

از خواصِ خاک شاخش پُرثمر
یہ مٹی کے خواص میں سے ہے اسکی شاخ پُر میوہ ہوتی ہے

تربیت مولود را مادر پدر
بچے کی تربیت کے لیے ماں باپ ہیں

قبضۂ پستان[2] و پشتن[3] برآبِ منی
پستان اور پُشت کا قبضہ منی کے قطرے پر

ہر کہ بر چیزے دگر قابض بود
درحقیقت قابض کا ہی قبضہ ہے

جل جلالہٗ الباسط
٧٢ جمالی

شد فراخی از کمالِ باسط
فراخی ہوئی باسط کے کمال سے

ناز و نعمت از کمالِ باسط
ساری ناز و نعمت یہ بھی باسط کے کمال سے ہے

---

[1] اسم قابض۔ [2] ماں کی چھاتی کا قبضہ منی پر۔ [3] باپ کی پُشت کا قبضہ منی پر۔

سُرخ روئے دلبران از باسط

غمزہ نازِ دلبراں از باسط

معشوقوں کی عزت اور جمال باسط کیطرف سے ہے

معشوقوں کے ناز کا اشارہ باسط کی طرف سے ہے

عاشقاں را حال بسط از باسط

قبض باشد ضدِ وصف باسط

عاشقوں کی حالتِ بسط باسط کی طرف سے ہے

حالت قبض باسط صفت کی ضد ہے

شانہ اندر گیسواں از باسط

بوئے عطر خوش وفائے باسط

صفات کے درمیان تمیز باسط کی جانب سے ہے

عطر کی خوشبو کا اچھا ہونا یہ باسط کی وفا ہے

دردِ عاشق از جلال باسط

وصلِ عاشق از جمالِ باسط

عاشق کے اندر کا درد باسط کے جلال سے ہے

عاشق کا وصل باسط کے جمال سے ہے

باسط غمزہ ست سوئے عاشقاں

یعنی اذن العام تا کوئے خباں

باسط کا اشارہ ہے عاشقوں کی طرف

اذنِ عام (فکر کرنا) صفات کے مقام تک

باسط یا باسط تکرار دار

از دوامِ ذکر او دل شاد دار

ہر وقت یا باسط یا باسط کرتا رہ

اس کے دائمی ذکر سے دل کو خوش و خرم رکھ

بو کہ در مہر آیدت دلدار تو

واصلِ درگاہ شود دیدار تو

جس شخص کیساتھ تیری مہربانی ہو وہ تیرا مطلوب ہے

تیری تجلی کا دیکھنا صفات کے نزدیک ہونا ہے

بسط روزی لاجرم ابغا بود

زاں سبب نازل بقدرِ ما بود

فراخیٔ رزق یقینی طور پر سرکشی ہے

اسی سبب کی وجہ سے ہمارے اندازے کے مطابق اُترتا ہے

سرفرازاں را بہ پستی افگند

از جلال خافض رسوا کند

اللہ تعالیٰ سرفراز لوگوں کو پستی کی طرف ڈال دیتا ہے

اپنی خافضیت والی بزرگی سے رسوا کرتا ہے

در ملائک تازہ رُو ممتاز بود

آخر اُ شیطان کہ سرانداز بود

شیطان ملائکہ میں تازہ رو اور سب سے ممتاز تھا

آخر اللہ نے شیطان بنا کر ذلیل کر دیا تکبر کی وجہ سے

زیر برقِ خافض سر دادہ شد
عزت دیرینہ اش بر باد شد

خافض کی تجلی کے تحت شیطان ہو گیا
اس کی پچھلی ساری عزت برباد ہو گئی

از بلندی سوئے پستی شد رواں
نام زد شد بر لعینِ دو جہاں

بلندی سے پستی کی طرف جاری ہو گیا
دونوں جہاں میں اس کا نام لعنتی ہوگیا

الاماں از شرِ شیطان ہر زماں
الاماں از خود پسندی ہر زماں

ہر زمانے میں شیطان کے شر سے اللہ امن میں رکھے
خود پسندی یعنی تکبر سے بھی اللہ امن میں رکھے

تاب و طاقت با بلند وصفِ خود
رتبۂ بالا دہد از رفعِ خود

ہر ایک کو طاقت اللہ اپنے بلندی والے وصف سے دیتا ہے
اور بلند رُتبے بھی اپنی رافع والی صفت سے دیتا ہے

ملک و شاہی با مباہی مید ہد
ناز و نعمتہائے شاہی مید ہد

اللہ ملک اور بادشاہی فخر کے ساتھ دیتا ہے
بادشاہت کے ناز اور نعمتیں دیتا ہے

رافعِ عیسیٰ بسوئے آسماں
از خواص رافع دادہ نشاں

عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اُٹھانا
یہ رافع کے خواص میں سے ایک نشانی ہے

رافعِ احوال عارف در زماں
از طفیل رافع شد بے گماں

ہر زمانے میں عارف کے احوال کی بلندی
یقیناً اسم رافع کے طفیل سے ہے

المعز اعزاز و اکرام و شرف	عزت و حرمت دہندہ با منف
اللہ ہی اعزاز و اکرام اور شرف دینے والا ہے	عزت و احترام دینے والا ہے نفع کے ساتھ
عزتِ توحید دادہ بندہ را	لذتِ تجرید بخشد فرد را
بندہ کو توحید کی عزت دی ہے	اللہ تعالیٰ بندہ کو تنہائی کی لذت بخشتا ہے
عزتِ دینا متاعِ دنیوی	عزت عقبیٰ متاعِ اُخروی
دنیا کی عزت دنیاوی نفع ہے	آخرت کی عزت اخروی نفع ہے
از مقامِ رافع اسم عزیز	تربیت یا بندہ شد ہر یک عزیز
عزیز کے نام کی بلندی کے مقام سے	ہر ایک عزت والے نے تربیت پائی
چوں نخواہد عزت وافر دہد	چوں نخواہد عزتش خاسر کند
جب خدا چاہتا ہے معرفت زیادہ دیتا ہے	جب نہیں چاہتا تو اُس کی معرفت ضائع کرتا ہے

خوار کردن زار کردن کارِ او	یار را اغیار کردن کار او
ذلیل و خوار کرنا اس کا کام ہے	دوست کو بیگانہ بنانا اس کا کام ہے
از تذل من تشاء راز جو	غیر ھو را صاحبِ عزت مگو
تذل من تشاء سے راز طلب کر	اللہ کے علاوہ کو عزت والا مت کہہ

۱ بندگی ۲ امر تشریعی ۳ اتباع سنت، اقرار توحید ۴ عارف ۵ سیرت اعمالِ باطن ۶ تصدیق توحید ۷ وصل

پشّے[1] نمرود را کردہ ذلیل — از خواص المذل گشتہ علیل

نمرود کو ایک مچھر نے ذلیل کر دیا — المذل یعنی مذل کے خواص میں سے ہے کہ وہ بیمار ہوگیا

پشہ بر نمرود عز تناک شد — مغزِ[2] نمرودی ازاو در خاک شد

ایک مچھر نمرود پر غالب ہوا — اس کے دماغ کا مغز خاک میں مل گیا

مغزِ نمرودی ہوائے باطن ست — از مذل در درونش ماکن ست

نمرود کے مغز میں باطل خواہشات تھیں — جو مذل کی طرف سے اسکے اندر پیدا ہوئیں تھیں

در شبِ تاریک دبیبِ مور را — بشنود راہ مے نماید کور را

اللہ تعالیٰ اندھیری رات میں چیونٹی کی آہٹ کو سنتا ہے — اور اندھے کو راستہ دکھلاتا ہے

بشنود از قوتِ سمعِ سمیع — حد و پایاں نیست در سمعِ سمیع

سمیع کے سننے کی قوت سے سنتا ہے — سمیع کے سننے کی کوئی حد اور انتہاء نہیں

ایں قدر گفتن حدِ گفتارِ من — از کمالش بے خبر اقرارِ من

اس قدر کہنا بس یہ تو میرے کہنے کی حد ہے — باقی اسکے کمال سے بے خبر ہوں اسکا میں اقرار کرتا ہوں

بر حدیث نفسہا می شنود — آشکارا خواہ یا پنہاں بود

دِلوں کی بات کو سنتا ہے — چاہے ظاہر ہو چاہے چھپی ہوئی ہو

---

۱ یا تصغیر ۲ سرکشی

جل جلالہ

البصیر

۳۰۲ جمالی

البصیر بینندۂ مغزِ استخواں[1]
یعنی مے بیند نہاں اندر نہاں[2]

بصیر ہڈی کے مغز کو دیکھتا ہے
یعنی پوشیدہ کو پوشیدہ کے اندر دیکھتا ہے

در وقوفِ عقل نہ آید ایں قدر
واللہ اعلم من[3] از آنم بے خبر

البصیر والی صفت کا اندازہ ہماری چھوٹی عقل میں نہیں آسکتا
واللہ اعلم کہتا ہوں کیونکہ میں اس سے بے خبر ہوں

من ز تاثیراتِ وصفِ آں بصیر
ہر دو چشم روشن و گشتم بصیر

اُس بصیر کے وصف کی تاثیرات سے
میری دونوں آنکھیں پُر نور ہوگئیں اور میں بینا ہوگیا

بہرِ اکشافِ عجائبِ[4] البصیر
بر دلت بنویس تا گردی بصیر

بصیرت کے عجائب کے کھولنے کے واسطے
اپنے دل پر لکھ دے تاکہ بصیر ہو جائے

چشم دل بکشاد گر دو از بصیر
نورِ باطن مے فزاید از بصیر

دل کی آنکھ بصیر کی طرف سے کُھلتی ہے
دل کا نور بصیر کی طرف سے زیادہ ہوتا ہے

سہروردی چشتیاں و قادری
پیشہ کردہ ایں تصور البصری[5]

سہروردی چشتی و قادری
نے بصیر کے تصور کو اپنا کام بنالیا یعنی اس کا ذکر

اسم ذاتِ آں جامع اسم و صفات
مرکز چوں دائرہ کل صفات

اس کا ذاتی نام اسماء اور صفات کو جامع ہے
وہ مرکز دائرہ کی طرح ہے تمام صفات کے لیے

آں مجدد شمس سید پوری کمال
در طلوع آمد شعاعیں پُر جلال

مجدد شمس سید پوری کمال کی آمد
سے اللہ کی پُر جلال صفات مجھ پر واضح ہوگئیں

مطلعش برجِ دل مسکین غلام
بے نقابش دار مولا والسلام

ان صفات کے طلوع ہونیکی جگہ مسکین غلام کے دل کا برج ہے
اس کا دل بے نقاب رکھ اور سالم رکھ اے مولا

---

۱ مغز ۲ مغز مغز ۳ بصارت کے کمال اور غائیت بصارت سے بے خبر ہوں ۴ عجائبات قلب ۵ اسم بصیر

پُر زحکمت حاکم ست شانِ حکیم / بے مشیر و بے وزیر حکم حکیم

ایسا حاکم ہے جو حکمت سے پُر ہے یہ حکیم کی شان ہے / حکیم کا حکم وزیر اور مشیر کے بغیر ہوتا ہے

خالی از حکمت نباشد کارِ اُو / حکمت آموز ست ہر کردارِ اُو

اللہ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا / اس کا ہر کام حکمت سکھانے والا ہے

صد آبادی ست در ویرانیش / علم و حکمتہاست در حیرانیش

اس کے ویران کرنے میں سو۱۰۰ آبادی ہے / اس کی حیرانگی میں علم اور حکمتیں ہیں

غم الم درد و مُحن حکمت بود / صلۂ رنج و مرض جنت بود

تمام رنج اور غم اور تکلیف میں حکمت ہے / رنج اور بیماری کے صلہ میں جنت ہے

پُر زحکمت ہست کارِ کردگار / گرچہ نزدِ غافلاں ہست ناگوار

اللہ کا ہر کام حکمت سے پُر ہے / اگرچہ غافل لوگوں کو ناپسند ہو

العدل عادل برابر در جزا / بیش و کم ہرگز نباشد در سزا

اللہ تعالیٰ بدلہ دینے میں بالکل برابری کرتا ہے / سزا دینے میں کمی و زیادتی ہرگز نہیں کرتا

صلۂ نیکی دو چندی میکند / یعنی اضعافاً مضاعف میدہد

نیکی کا بدلہ دو گنا سے زیادہ دیتا ہے / یعنی بہت زیادہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ

ہر بدی را مثلہ یک میدہد / غیر شرک ہر جرم را یک بود

ہر بُرائی کا بدل اس کی مثل ایک سے دیتا ہے / شرک کے علاوہ ہر جرم کو ایک شمار کرتا ہے

حسن وخوبی درسما باشد لطیف
لطفہا از لطف او گردد لطیف

اے لطیف ساری خوبی اور خوبصورتی آپکے اندر ہے
تمام مہربانیاں اس کی صفتِ لطیف کی تاثیر ہے

اللطیف اعنی بغایت نیکوکار
بے نہایت ساز رانا ساز را

لطیف سے میں مراد لیتا ہوں انتہائی نیکوکار ہے
بے انتہا غریب اور مالدار کی مدد کرنے والا ہے

ہم چناں غائر ببین ہر راز را
تابدانی ساز رانا ساز را

اسی طرح ہر راز کو غور سے دیکھ
تاکہ تو جان لے کہ اچھا کیا اور بُرا کیا ہے

لطف او را حاجتِ اسباب نیست
حاجب و درباں ایں ابواب نیست

اس کی مہربانی کیلئے اسباب کی حاجت نہیں ہے
اسکے دروازوں کیلئے کوئی پردہ اور کوئی چوکیدار نہیں ہے

مورد لطفش بیا گل را ببین
پرنیاں پوشیدہ بر لعل ثمین

اسکے انعامات کے وارد ہونیکی جگہ پر آ کرشمۂ خدا کو دیکھ
قیمتی لعل پر ریشم چڑھایا ہے

بوئے خوش باروئے خوش گشتہ قریں
لطف بر لطف ست رخسار و جبین

اچھی خوشبو اچھے چہرہ کی دوست ہوئی
مہربانی پر مہربانی ہے اسکے رخسار اور پیشانی

لطف و احسان ست رنگ و بوئے او
جنتِ چشم ست و فردوس مشام او

اس کی بُو کا رنگ لطف اور احسان ہے
اس کی خوشبو سونگنا فردوس اور جنت آنکھ ہے

گرنہ بودے لطفِ حق با ما و تو
از شرورِ نفس امانم چیست گو

اگر ہمارے اوپر اور تم پر اللہ کی مہربانی نہ ہوتی
تو ہم کو نفس کے شر سے کون نجات دیتا

از پریشانی و حیرانی مرا
راہ نمودہ لطف یزدانی مرا

اللہ تعالیٰ اپنے لطف اور کرم سے
پریشانی اور حیرانی سے میری رہنمائی کرتا ہے

تخم درکردہ شجر را با ثمر
ترش و شرین چوں و چند ہر ثمر

بیج کو اگا دیا اور درختوں پر پھل لگا دیئے
کڑوے اور میٹھے اور ایک بیج سے کئی پھل بنا دیئے

الخبیر از نیک و بد دارد خبر
بے جاسوس خبیر او باخبر

اللہ تعالیٰ ہر نیک اور بد کی خبر رکھتا ہے
اسکا کوئی جاسوس نہیں لیکن پھر بھی ہر چیز سے باخبر ہے

در خبر محتاج با مخبر نہ شد
بے خبر با خبر مخبر نہ شد

وہ خبر رکھنے میں کسی خبر دینے والے کا محتاج نہیں ہے
خبر دینے والے کی خبر سے بے خبر نہیں ہے

ہر چہ باشد در زمین و در سماءٔ
خواہ باشد در کمین یا در فضاء

جو کچھ بھی آسمان و زمین میں ہوتا ہے
چاہے وہ پوشیدہ ہو یا کھلم کھلا ہو

یعنی از احوالِ کاہ[۱] و کوہ خبر
ہر چہ از کردار اعنی خیر و شر

یعنی کاہ اور کوہ کے احوال سے باخبر ہے
جو کچھ کردار سے ہے میں مراد لیتا ہوں خیر و شر

از کمالِ حلم ذاتش بُردبار
یعنی با قدرت[۲] تحمل کردہ یار

بردباری اسکی ذات کے حلم کے کمال میں سے ہے
یعنی قدرت کے باوجود برداشت کرکے مدد کرنیوالا ہے

گر تحمل نابُودے من نابُودے
چونکہ در اعمالِ خود از حد بدم

اگر تیرا تحمل نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا
کیونکہ میں اپنے اعمال میں حد سے گزر گیا ہوں

---

[۱] پہاڑ و گھاس [۲] عذاب کی قدرت

حلم وغفرانش ضمیں ہست وبود
اس کی بخشش اور حلم ضمانت ہے اور تھی

باوجود ظلمنا کردست جود
باوجود اس کے ہم ظالم ہیں اس نے بخش دیا

ازتحملہائے او گشتم رہا
اس کی برداشتوں سے میں رہا ہوا

ورنہ ازقہرش کجایابم پناہ
ورنہ اسکے قہر سے میں کہاں نجات پا سکتا ہوں

پردۂ حلم ست براحوالِ من
میرے احوال پر حلم کا پردہ ہے

ورنہ لوم وذلت است اعمالِ من
ورنہ غفلت اور ذلت ہے میرے اعمال پر

العظیم ازحد بزرگ ہست آں عظیم
وہ عظیم بزرگی کی حد سے بھی عظیم ہے

شد بزرگ ازعظمت او ہر عظیم
ہر عظیم اس کی عظمت سے بزرگی حاصل کرتا ہے

عظمتش وصفے ذاتِ پاک را
اُسکا عظیم ہونا اسکی پاک ذات کیلئے ایک صفت ہے

مثلِ عظمت نیست ذاتش پاک را
اُس کی پاک ذات کی عظمت کی مثل نہیں

عظمتش راکیف وچون وچند نیست
اسکی عظمت کے لیے کوئی کیفیت اور اندازہ نہیں

چندو چونی جز خواص چند نیست
اس کا اندازہ لگانا خواص کے بغیر ممکن نہیں

ایں بزرگی مے نگنجد درقیاس
یہ بزرگی عقل میں نہیں سما سکتی

وہم ناقص رانہ آید درقیاس
وہمِ ناقص کی عقل میں نہیں آسکتی

الغفور جل جلالہٗ
۱۲۸۶ جمالی

اے تو غفار گناہ مجرمان
اے خدا تو مجرموں کے گناہوں کو بخشنے والا غفار ہے

بخش برزار و غریب و ناتواں
غریب اور کمزوروں کے رونے میں بخشتا ہے

ما بہ حقِ ضعفِ خود بر معصیت
ہم اپنے ضعف کے حق میں معصیت پر تیری

مستحق گشتیم بہرِ مغفرت
بخشش کے مستحق ہوتے ہیں

گفتۂ نظمِ نظامی گنجوی
نظام گنجوی کی کہی ہوئی نظم

بشنو اے آگاہِ رازِ معنوی
تو سن اے پوشیدہ راز سے آگاہ ہونے والے

گناہِ من ار نیامدے سے در شمار
اگر میرے گناہ شمار میں نہیں آتے

ترا نام کی بود امرزگار
تو تیرا نام بھی تو غفور ہے

الشکور جل جلالہٗ
۵۲۶ جمالی

شکرِ تو گشتہ ضمینِ شاکراں
شاکروں کے ضمن تیرا شکر ہوا

فاشکروانی اشکرکم[1] در بیان
فاشکروانی اشکرکم قرآن میں واضح ہوا

شاکراں را فضل[2] دادن شانِ تو
شاکروں کو فضیلت دینا تیری شان ہے

روی نمائی عاشقاں احسانِ تو
تیرا چہرہ عاشقوں کو دکھلانا تیرا احسان ہے

عاشقاں را روی نمودن عار نیست
عاشقوں کو چہرہ دکھلانا عیب نہیں

لائق دیدار غیر یار نیست
دیدار کے قابل یار کے علاوہ اور کوئی نہیں

---

[1] یعنی قرآن کی آیۃ کا مفہوم بیان ہوا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم
[2] صفتو

دیدنِ روئ[1] تو دلداری زتو — عاشقاں[2] را خود[3] وفاداری[4] زتو

تیرے چہرے کا دیکھنا تجھ سے دلداری ہے — عاشقوں کو خود تجھ سے وفا داری ہے

درجگر افروز[5] نارِ عاشقے[6] — گرمیٔ خوں ہست کارِ عاشقے[7]

جگر میں عاشق کی آگ کا روشن ہونا — خون کا گرم ہونا عشق کا کام ہے

کم نہ گردو از جمالت ہیچ ہیچ — دردلم از نارِ عشقت تار پیچ

تیری قدرت سے ایک ذرہ بھی کم نہیں ہوتا — تیرے عشق کی آگ سے میرا دل بَل کھاتا ہے

درعلوِ ذات خود بالاترے — از تصور ھائے ما بالاترے

اے اللہ تو اپنی ذات کے بلند ہونے میں بالاتر ہے — تو بلند ہونے میں ہمارے تصور سے بھی بالاتر ہے

از علم علوّی بلند بالاتر ست — ذاتِ عالی از علو اعلیٰ ترست

علوّی علم سے بھی بالاتر ہے — ذات عالی بلندی سے بھی بالاتر ہے

از قیاس و وہمہا بالاتر — عالیاں را از علوت برتری

عقل اور اس کے وہموں سے بالاتر ہے — عالیشان لوگوں کو بھی بلندی و برتری تیری علوشان سے ملی ہے

کس نیابد حدِ عالی رانشان — بےنشاں[8] و بےعیان و بےبیاں[9]

کوئی شخص اس کی انتہا کا نشاں نہیں پا سکتا — وہ بےنشاں ہے اور بےعیاں ہے اور بےبیاں ہے

ذاتِ مطلق[10] از تصور ہانہاں — فکر بالا[11] تا بہ حدِ لامکاں

اس کی ذات مطلق تصورات سے پوشیدہ ہے — فکر بالا بھی لا مکان کی حد تک ہے

---

۱ مہربانی ۲ عارفاں ۳ خود ۴ صلۂ عشق ۵ دردل من روش کن ۶ تصور دائم ۷ شکر عارف
۸ علامت امکانی ۹ حد بیان ۱۰ بلاکیف ۱۱ فکر دائم

این بود قرب و وصالِ دلبراں — واقفِ راز جمال اند عارفاں

یہ دلبروں کے لیے وصال اور قرب ہے — عارف لوگ اس خوبصورت راز کے واقف ہیں

اندر استغراقِ عاشق کیف نیست — کیف[1] انوار ست کیف[2] کیف نیست

عاشق کے استغراق کے اندر کیف نہیں ہوتا — انوار کی کیفیت ہے کیفیت کی کیفیت نہیں

دور افتادی ز مقصود اے فقیر — گر تو دانی دامنِ حسنےٰ بگیر

اے فقیر تو مقصود سے دور جا پڑا — اگر تو جانتا ہے تو اسمائے حسنیٰ کے دامن کو لازم پکڑ

الکبیر کبریائے از کبیر — مظہر او ہر نحیف و ہر صغیر

کبیر سے کبریائی کا ہونا خود سے ہے — ہر کمزور اور چھوٹا کبریائی کا مظہر ہے

ذاتِ اکبر خود بہ خود آمد کبیر — لَم یَلِد لم یولد ہست از شانِ کبیر

ذات اکبر اپنی ذات سے کبیر ہے — کبیر کی شان سے لم یلد ولم یولد ہے

مادہ[3] و جوہر[4] ندارد کبرِ حق — بشنو از استادِ توحید ایں سبق

ذاتِ کبریا مادہ اور جوہر سے پاک ہے — توحید کے استاد سے یہ سبق سن

لذتِ توحید اندر کامِ من — از ازل ذوق ست تا انجامِ من

توحید کی لذت میرے مقصد میں ہے — ازل سے موت تک یہی میرا ذوق ہے

---

[1] مثل وگون [2] مخلوق [3] بنیادِ امکانی [4] عرض وطول وعمق

این تن وجاں را نگاہ باں یک حفیظ — جملہ عالم گشتہ محفوظِ حفیظ

اس جسم اور روح کا نگہبان ایک حفیظ ہے — تمام دنیا حفیظ کی حفاظت سے محفوظ ہوئی

آسماں سقف ست از حفظِ حفیظ — ایں زمیں فرشِ قرار ست از حفیظ

آسماں چھت ہے حفیظ کی حفاظت سے — یہ زمین مقامِ سکون ہے حفیظ کی طرف سے

یک نگہباں از ثریٰ تا لامکاں — بے نقیب[1] و بے رقیب[2] و پاسبان

ایک نگہبان ہے تحت ثریٰ سے لامکاں تک — وہ بے نقیب اور بے رقیب اور محافظ ہے

نغنود یک لمحہ ہرگز لا ینام — یمسک الارض والسماء فیہا تمام

ایک لمحہ وہ اونگتا نہیں ہرگز وہ سوتا نہیں — زمین اور آسمان اور جو کچھ انکے درمیان ہے انکو تھامتا ہے

حافظِ خلق ست ذات الحفیظ — ایں جہاں محفوظ در حفظِ حفیظ

حفیظ کی ذات مخلوق کی نگہبانی ہے — یہ جہاں حفیظ کی حفاظت میں محفوظ ہے

میدہد روزی بہ حیوانی وجود — روزیٔ قدر بہ ہر مادی وجود

وہ انسان اور جانور کو روزی دیتا ہے — ہر مادی جسم کے بقدر روزی دیتا ہے

ہم چناں روزی نباتی روح را — از زمیں دادہ گیاہی روح را

اس طرح درختوں اور پھلوں کو رزق دیتا ہے — زمین سے گھاس کو رزق دیتا ہے

---

[1] بغیر آگاہی [2] بغیر کسی کی نگہبانی کہ

فی السماء[1] رزقکم باراں بود	ہر ترشح مبشّر یک فرماں بود[2]
فی السماء رزقکم بارش ہے	ہر ہلکی بارش ایک حکم کی خوشخبری ہے
ہم نزلہا مے رسد از لامکاں	بہرِ ارواحِ گرسنہ عاشقاں
رزق کا اُتر کر پہنچنا بھی لامکان سے ہے	بھوکے عاشقوں کی روحوں کے لیے
طیبات از برائے طیباں	طیبات، طیبات طیباں
پاکیزہ رزق پاکیزہ لوگوں کے لیے	پاکیزہ رزق نیکوں کی پاکیزگی کے لیے

قبضۂ قدرت حسابِ نیک و بد	با عدالت اجر ہائے نیک و بد
قدرت کا قبضہ ہے اچھے اور بُرے حساب پر	نیک اور بُرے اَجروں کی برابری کے ساتھ
جن و انساں راشمارِ کارِ خود	خلق بیند مُو بہ مُو اشمارِ خود
جن اور انس کے لیے اپنے عمل کا حساب ہے	مخلوق اپنے عملوں کو پورا شمار کرتی ہے
بیش و کم نہ آید حسابِ ماوراء[3]	قادر و قاہر خدائے ذوالعلےٰ
زیادہ اور کمی نہیں آتی ماوراء کے حساب میں	قادر اور قاہر عالی قدرت والا خدا ہے
حسبی اللہ کافیٔ تدبیرِ من	حسبنا اللہ داورِ[4] تقدیرِ من
حسبی اللہ میری تدبیر کے لیے کافی ہے	میری تقدیر کا بادشاہ میرے لیے کافی ہے

---

1. تمہارا رزق آسمان میں جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ 2. فرمان بود 3. مخلوق 4. خدا

الجلیل
جل جلالہٗ

۷۳ جلالی

صاحبِ جاہ جلالت ذوالجلال

مرتبہ اور قدر والا ذوالجلال ہے

ہیبت وشوکت سزائے ہر کمال

ہیبت اور شان ہر کمال کے مناسب ہے

ہر جلالت ہر سیاست ہر جمال

تمام کمالات اور رعب اور اچھائی

لائق ذاتِ جلیلِ بے مثال

ذات جلیل بے مثال کے مناسب ہے

از جلالت نہ فلک[2] گرداں بود

تیرے خوف سے نو آسمان سرگرداں ہیں

ایں زمیں باکوہ وکاہ[1] لرزاں بود

یہ زمین پہاڑ اور گھاس کے باوجود کانپتی ہے

از جلالت سنگِ خارا چاک چاک

خوف سے سخت پتھر ریزہ ریزہ ہیں

چشمہا کردہ رواں از آب پاک

چشموں کو جاری کیا پاک پانی سے

از جلالش پرتوے افتد اگر

اس کے خوف سے روشنی پڑتی ہے اگر

میکند دست بشر شق قمر

کرتا ہے بشر کے ہاتھ سے چاند کے ٹکڑے

الکریم
جل جلالہٗ

۲۷۰ جمالی

دوست دشمن ہر دو بر خوانِ کرم

دوست اور دشمن دونوں سخاوت کے دسترخوان پر

خوشہ چین مرغ و ماہی[3] از کرم

اناج چننے والا ہے پرندہ اور مچھلی سخاوت سے

بے عوض خوانِ کرم کردہ نثار

بے بدل سخاوت کا دسترخوان نثار کیا

رزقہا دادہ بہ اغیار و بہ یار

بہت رزق دیا غیروں اور اپنوں کو

---

[1] باجود پہاڑ اور گھاس کے پھر بھی اللہ کے خوف سے کانپتی ہے

[2] عرش، کرسی

[3] تمام عالم اناج چننے والا ہے سخاوت کے دسترخوان سے۔

لقمہ از فیلان بعنقا[1] میدہد	از نوازدہ فیل اعطا میدہد
ہاتھیوں سے ایک لقمہ عنقاء پرندے کو دیتا ہے	اپنی عطا سے ہاتھی کو روزینہ نوازتا ہے
سور را ہم مے دہد ہم مار را	کردہ از خوانِ کرم انبار ہا
خنزیر کو بھی دیتا ہے اور سانپ کو بھی	سخاوت کے دسترخوان سے ڈھیر لگائے ہیں

ایں رفاقت ایں رقابت ہمراہت	از نگہبانی معیت ہر سعت
یہ ہمراہی اور نگہبانی تیرے ساتھ ہے	تمام اوقات کی مدد کرنا نگہبانی سے ہے
یک قدم بیروں ز قدرت کے نہم	بے نگاہ ہانت من بمنزل کے رسم
اللہ کی قدرت سے ایک قدم میں باہر کیسے رکھوں	بغیر تیری حفاظت کے میں کب منزل پر پہنچ سکتا ہوں
خفتہ در بستر نگہبانم خدا	رفتہ در کشور رقیم ہم خدا
بستر پر سوئے ہوئے کا نگہبان میرا خدا ہے	ملک میں چلے ہوئے کا نگہبان بھی خدا ہے
ضامنِ امن ست از جن و بشر	الرقیم پاسباں در بحر و بر
جن اور انسان سے امن کا ضامن ہے	الرقیب محافظ ہے خشکی اور تری میں

---

[1] ایک لمبی گردن والے بڑے قد و قامت اور قوی ہیکل پرندے کا نام ہے۔ اس کی خوراک انسان کا بچہ تھی حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام کی دعا سے اب ناپید ہو چکا ہے۔

المجیب حاجت روائے ممکنات
در قبول آرد دعائے داعیات

مخلوق کی حاجت کو پورا کرنے والا
قبول کرتا ہے مانگنے والوں کی دعاؤں کو

تشنہ را سیراب از آبِ لال
ہم گرسنہ سیر کردہ از نوال

پیاسے کو سیراب کیا شیریں پانی سے
بھوکے کو بھی سیر کیا لقمہ سے

ہر کہ خواہد جامہ پوشد ستر او
از سوال آوردہ حاجت مہر او

جو شخص چاہتا ہے کہ اسکا ستر لباس سے پوشیدہ ہو
سوال کرنے سے اپنی مہربانی سے حاجت پوری کرتا ہے

حور و جنت از عطائے المجیب
ناز و نعمت خواہ از مجیب

جنت اور حور المجیب کی عطا سے ہے
ناز و نعمت مجیب کے چاہنے سے ہے

ایں چنیں مہر و کرم شاہا کہ کردی بندہ بر
نزدِ من کمتر کہ کردی دیگراں برایں کرم

اے بادشاہ تو نے اسی طرح بندہ پر خاص کرم کیا ہے
میرے نزدیک جو تو نے دوسروں پر کرم کیا ہے وہ کم ہے

من بذاتِ خود زحد مشکور و مسرور خوشم
گرچہ نصرتہائے شاہی مے نہ گنجد در فہم

میں اپنی ذات سے بے حد مشکور اور مسرور اور خوش ہوں
اگرچہ بادشاہی نصرتیں عقل میں نہیں سماتی

زندگیٔ فرشیاں و عرشیاں با عیشِ خود
پیش طاقتہائے شاہی کمتر ست از یک درم

اہل زمین اور اہل عرش کی زندگی اپنی خوراک سے ہے
شاہی طاقتوں کے سامنے ایک درہم سے بھی کم ہے

ایں رواحِ روحیاں باراح وحراح خودی

روح والوں کی یہ روحیں خوشی اور وجود کی تازگی کیساتھ

صرفِ آں گنجے کہ خواہد ریخت بر توحید گنج

فقط وہ خزانہ جو اللہ لیے گا توحید کے خزانے پر

آخر اَنز دِ کریمان سوال باشد مستجاب

آخرکار کریم لوگوں کی طرف سے سوال قبول کیا جاتا ہے

بس فروانی فراخی مے دہد

بس زیادتی اور کشادگی دیتا ہے

ہست از دست تجلّئے وسیع

وسیع کی تجلی ہاتھ سے ہے

صد ہزاراں تخم از تخمِ غریب

ایک دانے سے لاکھوں دانے پیدا کرتا ہے

وسعتش پرورده تخمِ نخل را

اس کی وسعت نے پال کر کھجور کے بیج کو

وسعتِ واسع نہ گنجد در قیاس

واسع کی فراخی نہیں سماتی عقل میں

شمۂ بوئے حیاتِ حیّ دائم بلکہ کم

حی القیوم کی حیات کی تھوڑی بُو بلکہ اس سے بھی کم سے قائم ہے

بند و موقوف ست تا اذنِ حضور محترم[1]

باندھا اور ٹھہرایا گیا ہے حضور محترم کی اجازت تک

فاستجبنا یا آقا پرور غلام اندر کرم

ہم نے قبول کیا اے آقا تو پرورش کر غلام کی کرم کے اندر

اجرِ مزدوری دوچندی مے دہد

مزدور کی اجرت دو چند دیتا ہے

تربیت دادش تولائے وسیع

(وسیع کا) اسکو تربیت دینا وسیع کی محبت ہے

کرده پیدا داده اش صورت عجیب

اور اس سے ایک عجیب صورت دیتا ہے

خوشہ تن باسق کہ داده نخل را

چھوٹے خوشے سے بلند قد کھجور بنا دیا

ذاتِ آں واسع سزاوار سپاس

وہ واسع ذات شکر کے لائق ہے

---

[1] عزت والے بادشاہ کی اجازت کے ساتھ۔

حکمت و تدبیر و تجویزِ اُمور
تمام کاموں کی تجویز اور بندوبست اور حکمت

قطرۂ از بحرِ حکمت در ظہور
حکمت کے سمندر کا قطرہ ہے ظہور میں

حاکمِ حکم ست حکمتِ کارِ او
حاکم کا حکم اس کے کام کی حکمت ہے

مالکِ ملک ست شوکت کارِ او
جہاں کے مالک کا عمل دبدبے والا ہے

ایں حکیماں سایۂ اصلِ حکیم
یہ حکماءِ دنیا اصل حکیم کا سایہ ہیں

عکس شانِ مظہرِ نورِ حکیم
ان کا عکس حکیم کے نور کا مظہر ہے

شمعش در تابش از نورِ حکیم
اس کی شمع کی روشنی حکیم کے نور سے ہے

ماوراء از پرتوش گشتہ حکیم
اس کے عکس سے مخلوق حکیم ہوئی

ورنہ ایں حکمت ز میراثم نہ بود
ورنہ یہ حکمت میری میراث سے نہیں ہے

مظہرش گشتم کہ ایرانم نہ بود
اسکی معرفت کا مظہر ہوں میں نہ کہ وارث ہوں

فضلِ یزدانی است دانائے حکیم
اللہ کا فضل ہے اور حکیم کی عقل مندی

ورنہ در دانہ است بلوائے عظیم
ورنہ دانۂ گندم میں بڑی گرفتاری ہے

یارِ غارِ عالم ست اسمِ ودود
اسم ودود کا دردمند ہونا عالم کے لیے ہے

لازمِ ذات ست ایں وصفِ ودود
وہ ذات لازم ہے اس وصف کے ساتھ

بے غرض ہم بے عوض یار من ست	بے جہت و بے طمع غم خوارِ من ست
بے غرض بھی اور بے بدل بھی میرا یار ہے	بغیر حاجت اور بے طمع اور میرا غم خوار بھی ہے
بے بدل شاہ و گدار پرورد	دوست و دشمن رابرابر پرورد[1]
وہ بادشاہ اور فقیر کو بے بدل پالتا ہے	دوست اور دشمن کو برابر پالتا ہے
نازِ رنداں ہست بریاریٔ او	سوزِ عرفان ہست دلداریٔ او
گناہگاروں کا فخر اس کی دوستی پر ہے	انوارِ اسرار اس کی معشوقیت ہے
ہر یکے زیرِ لوائے الودود	سر بر آورده پناہش الودود[1]
ہر ایک الودود کے جھنڈے کے نیچے ہے	ودود کہ اس کی پناہ سر نکالے ہوئے ہے

المجید از حد بزرگ و ذوالمعال	ذوالمعال و ذوالمحال و ذوالکمال
المجید حد سے بڑے اور مرتبے والا	بلندی والا و گرانی والا اور بہت کمال والا
در بزرگی نیست انبازِ مجید	در حقائق نیست ہمرازِ مجید[2]
بڑائی میں اس بڑے کا کوئی شریک نہیں	ذات وصفات میں بھی اس بڑے کا کوئی شریک نہیں
ہمسر و ہمتا نہ دارد ذاتِ پاک	امجدیت را نشاید اشتراک
اللہ کی ذات اپنے جیسا اور اپنے برابر نہیں رکھتی	بزرگی کے لیے شرکت لائق نہیں
از ازل امجد مجید ست ذاتِ او	از حدوثت پاک وصف و ذاتِ او
اللہ تعالیٰ کی ذات ازل سے بے انتہا بزرگ اور بڑی ہے	اسکی ذات اور صفات نو پید ہونے سے پاک ہے

---

[1] تکبّر گاہ [2] اسماء وصفات ذات وافعال

مجدِ حق رانیست ہرگز ابتداء

اللہ کی بزرگی کی ہرگز ابتداء نہیں ہے

نیست مجدِ پاک اورا انتہاء

اللہ کی پاکی بزرگی کی ہرگز انتہا نہیں ہے

یک گمارد برسرے آں دیگرے

ایک کو مسلط کرتا ہے دوسرے کے سر پر

ازکمال باعث گر بنگرے

درحقیقت تو دیکھ باعث کے کمال

میگمارد سرکشے برسرکشاں

وہ ظالم کو ظالموں پر مسلط کرتا ہے

میرہاند خوار وزار از رہ زناں

وہ رہزنوں سے غریب کو رہا کرتا ہے

فرشیاں رامے رساند تا بہ عرش

وہ زمین والے کو عرش تک پہنچاتا ہے

عرش باشی راز قہر آرد بہ فرش

اس نے شیطان کو قہر سے زمین پر اتارا

روزِ محشر مردگاں را از قبور

وہ قیامت کے دن قبروں سے مردوں کو

ازکمال باعث کردہ نشور

باعث صفت کے کمال سے نکالے گا

شاہدِ حال و گواہِ قالِ من

حال کا گواہ اور میرے قال کا گواہ

درحضورش ظاہر اند احوالِ من

میرے احوال اس کے سامنے ظاہر ہیں

۱؎ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

علم وقدرت دو گواہِ عالم ست

علم اور طاقت یہ دونوں مخلوق کے گواہ ہیں

در شہادت حاضرش کل عالم ہست

اس کی حاضری کی گواہی میں سارا عالم ہے

شاہد ہست و ناظر ہست و ظاہر ست

وہ گواہ ہے اور دیکھنے والا ہے اور ظاہر ہے

قادر ہست و کامل ہست ناصر ست

قدرت والا ہے اور کامل ہے اور مدد گار ہے

شاہدش میدان اگر داری حیا

اس کی گواہی تو واضع ہے اگر تو شرم رکھتا ہے

تا نہ گردی روز محشر بے نوا

تاکہ تو قیامت کے دن محروم نہ ہو

چوں خدا دانی بہ حالِ خود گواہ

جب تُو اللہ تعالیٰ کو اپنے حال کا گواہ جانتا ہے

بو کہ دست آری نہ تو سوئے گناہ

تُو ایسا ہو جا کہ گناہ کی جہت اختیار نہ کرے

وحدت[1] شاہد کمالِ شاہد

وحدت شہود شاہد کا کمال درجہ ہے

عبرت[2] از کثرت جلالِ شاہد

مخلوق سے عبرت کرنا شاہد کی عظمت ہے

از حقائق بر دقائق ثابت ہست

تمام حقیقتوں سے باریکیوں پر ثابت ہے

علم وقدرت بر خلائق ثابت ہست

علم اور قدرت مخلوق پر ثابت ہے

یعنے بر اسماء خود اوصاف خود

یعنی اپنے ناموں پر اپنی صفتوں

ثابت حق ہست بر افعالِ[3] خود

اور اپنے کاموں پر حق ثابت ہے

---

[1] وحدت شہود سے مراد مقامِ حضور و معائنہ و مشاہدہ و محبت و عشق و طلب و دوامِ عبادت قیامِ ریاضت اور سبب اہتمام تصوف ہے اگر یہ کسی کو حاصل ہو تو یہ اس کا کمال درجہ ہے۔ [2] مراد یہ ہے کہ مخلوق میں غور کر کے خالق کو پہچاننا یہ وصف شہید کا خاصہ ہے۔

[3] افعال تکوین۔

ہیچ نقصانے ندارد در صفات

وہ اپنی صفات میں کچھ بھی کمی نہیں رکھتا

لائقِ دانش کمال ہر ذات

اس کی ذات کے مناسب ہر صفت کا کمال ہے

علم ممکن بر حقائق از حق ست

ممکنات کا علم تمام حقیقتوں پر اس حق اللہ سے ثابت ہے

در حق توحید مرشد خود حق ست

معرفت کے کام حق میں اپنا ھادی خود اللہ ہے

راستی را راہ نمودن از حق ست

سچائی کے لیے راستہ دکھانا اللہ سے ہے

راستان را راستی ہم از حق ست

سچوں کے لیے سچائی بھی اللہ سے ہے

کارساز ہست کار باز ہست کار گیر

کام بنانیوالا ہے کام سرانجام کرنیوالا ہے کام بنانیوالا ہے

یارِ ہر کار و کفیل و کارگر

ہر کام کا رفیق اور ضامن اور کام بنانے والا ہے

چارہ ساز ندہ ست ہر ناچار را

ہر عاجز کے لیے تدبیر کرنے والا ہے

راہ نمایندہ ہست ہر بے راہ را

ہر راستہ بھولے ہوئے کو راستہ دکھانے والا ہے

کردۂ ما مظہرِ کردار حق

ہمارا عمل اللہ کے کردار کا مظہر ہے

گفتۂ ما نکتۂ گفتارِ حق

ہمارا کہا ہوا قرآن کے کلام کا نکتہ ہے

چونکہ کارم را کفیل آمد وکیل

اگرچہ میرے کام کیلئے ضامن اور وکیل خدا ہے

از شدن یا ناشدن نایم علیل

بیماری کا مجھ سے ہونا یا نہ ہونا نہیں آتا

در حوالہ فارغ از تدبیرِ کار

سپرد کرنے میں کام کی تدبیر سے فارغ ہے

الوکیلم ضامنِ تقدیرِ کار

میرا وکیل کام کی تقدیر کا ضامن ہے

قوتِ توفیق زیبِ زندگی

زندگی زیب دار رہتی ہے توفیق کی قوت سے

تابِ اطاعت شد مقامِ بندگی

اطاعت کا چمکنا بندگی کا مقام ہے

قوت وطاقت عطائے القوی

قوت اور طاقت اللہ کی عطا ہے

حول[1] وقوۃ موہب از ذاتِ قوی

حول اور قوت قوی ذات کی طرف سے عطائی ہے

قوتِ گفتار ورفتار وقرار

کہنے اور چلنے اور آرام کی قوت

تندرستی سستی وتیمار وکار

صحت ڈھیلا پن اور بیماری کا کام

حول وقوت از قوی قادر

توانائی اور قوت قدرت رکھنے والے اللہ سے ہے

مظہر اُ از دست غیرش صادر

ظاہر ہونے کی جگہ اسکے علاوہ کے ہاتھ سے ہے

ثابت در بردباری المتین

اللہ تعالیٰ بردباری میں برقرار ہے

بس قوی محکم کمالِ المتین

بس توانائی مضبوطی اللہ کا کمال ہے

مظہرِ شان متین ست ایں بدن

اللہ کی شان کے ظاہر ہونے کی جگہ یہ بدن ہے

بردباری بردہ درامرِ محن

وہ مصائب کے کام میں بردباری لیا ہوا ہے

خاصۂ یک شعلہ از نورِ متین

اللہ کے نور سے ایک خاص شعلہ

پشتہا راپشتہ از زورِ متین

قوت والوں کی قوت متین کی قوت سے ہے

---

[1] اس کا معنی لا حول ولا قوۃ الا باللہ والا ہے کہ یہ چیز عطائی ہے۔

قوتِ قوت زمتنِ آں متین

قوت کا کمال اس اللہ کی قوت سے ہے

ہر قوی راقوت از دستِ متین

ہر مضبوط کی قوت دستِ متین سے ہے

دوستیہا از تولّائے ولی

اس کے دوست ولی کی محبت سے ہیں

پرورشہا در حمایت از ولی

ان کی پرورش اللہ کی مددگاری میں ہے

از ولایت آرزوئے دل روا

دوستی سے دل کی آرزو جائز ہے

دردہائے دردمندان رادوا

یہ دردیں درد مندوں کے لیے دوا ہے

درولایت نیست فائق غیراو

دوستی میں اس کے علاوہ بہتر نہیں

درحمایت نیست لائق غیراو

مددگاری میں اس کے علاوہ کوئی لائق نہیں

جان معمورست درقعرِ بدن

جان معمور ہے بدن کی گہرائی میں

ہم بدن از جان وجان اندر بدن

بدن بھی جان سے ہے اور جان بھی بدن کے اندر ہے

دوستیِ دوستاں اندر جہاں

دوستوں کی دوستی جہان میں ہے

عکس اسم الولی باشد عیاں

اسم ولی کا عکس واضح ہے

رفق مولیٰ نشۂ نعم الرحیق

مولا کی نرمی اچھی شراب کے نشہ کی طرح ہے

الودود والولی نعم الرفیق

ودود اور ولی اچھا دوست ہے

الکبیر

ادارہ بلاغ الناس

اے ستودہ بر صفتہائے نیکو | ذاتِ پاک تو ستودہ سُو بسُو

اے اچھی صفات پر تعریف کئے گئے خدا | تیری پاک ذات ہی تمام عالم میں تعریف کی گئی ہے

ہر چہ از خلق نکو بینی عیاں | از تجلائے حمید بے گماں

جو کچھ مخلوق سے اچھایاں ہیں تو ظاہر دیکھتا ہے | یہ بے شک حمید کی تجلی میں سے ہے

حمدِ حامد لائق شانِ حمید | بر لبِ ہر ذرّہ سبحان حمید

تعریف کرنیوالے کی تعریف اللہ کی شان کے لائق ہے | ہر ذرے کے ہونٹ پر اللہ کی تعریف ہے

عارفاں گویند لانحصی[1] ثناء | ہم کما اثنیت[2] شد حدِ ثنا

عارف کہتے ہیں لانحصی ثناء | کما اثنیت تعریف کی حد ہوئی

قبضہ مُحصی شمارِ انس و جان | در شمار آرندۂ جملہ جہاں

انس اور جان کا شمار اللہ کے قبضہ میں ہے | شمار میں لانے والا ہے تمام جہاں کو

از شمارش نیست بیرون خردلی | در شمارِ او خیالِ ہر دلی

اس کے شمار سے باہر نہیں کوئی دانہ بھی | اسکے شمار میں ہر ایک کو روزی دینے کا خیال ہے

از مکان تا لامکان کردہ شمار | صبح شام آوردہ در صف وقطار

مکاں سے لامکاں تک شمار کیا ہوا | صبح شام لایا ہوا ہے قطار کے دستہ میں

---

[1] ہم تعریف شمار نہیں کر سکتے۔ [2] جیسے اللہ نے تعریف کی ہے وہ حد ہے۔

ازفراموشئ غلط کارے کجا — ازشمارش یک نفر خالی کجا

بھولے سے جو تو نے غلط کام کیا ہے جہاں — اس کے شمار سے تُو ایک آدمی خالی کہاں

ہر یکے را تربیت باشد جُدا — قسمتِ روزی بہر چیزی جدا

ہر ایک کے لیے تربیت جدا ہوتی ہے — روزی کی تقسیم ہر کسی کے لیے جدا ہے

اوّلاً پیدا کنندہ ایں جہاں — ازعدم آوردہ بودو مکان

اول اس جہاں کا پیدا کرنے والا ہے — عدم سے لایا ہے وجود اور ناسوت کو

ہست را ازنیستی ہستی دہ ست — عالمِ ناسوت [1] را روحی دہ ست

ممکن کو عدم سے وجود دینے والا ہے — اجسام کی دنیا کو حیات دینے والا ہے

ابتدائے ممکن از مبدء شدہ — مادۂ ابداءِ خلق مبدع شدہ

مخلوق کی ابتداء صفت مبدء سے ہوئی ہے — مخلوق کی ابتداء کی اصل اللہ تعالیٰ ہے

در بدائیت مشورت باکس نہ کرد — شرکتِ تدبیر خود باکس نہ کرد

پیدا کرنے میں اس نے کسی سے مشورہ نہیں کیا — اپنے بندوبست میں اس نے کسی کو شریک نہیں کیا

---

[1] اس کے معنی اجساد کے ہیں یہ تحت الثریٰ سے آسمان تک ہے۔

بارِ دیگر روزِ محشر از معید
مردہ گاں را روح خواہد در دمید

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسری بار
مُردوں میں روح پھونکی جائے گی

جملہ از خاک و مغاک آرد بیروں
گرچہ پوشیدہ ست در قعرِ دروں

تمام کو مٹی اور گہرائی سے باہر لاتا ہے
اگرچہ چھپا ہوا ہو دریاؤں کی تہوں میں

بے تکلف حاضر آید جملگی
بارِ دیگر از حلولِ زندگی

تمام آسانی کے ساتھ حاضر ہو نگے
دوبارہ زندگی کے حلول سے

او معید و بر اعادہ قادر ست
بر عبادِ خود ز قہرش قاہر ست

وہ بار بار کرنے اور لوٹانے پر قادر ہے
وہ اپنے بندوں پر اپنے غلبے سے غالب ہے

از خواص اسم مُحی زندگی
زندگی از بہرِ عرضِ بندگی

زندگی اسم مُحی کے خواص سے ہے
زندگی بندگی کی غرض کے لیے ہے

بارِ دیگر مردہ را زندہ کند
مُردہ تن از روح پروردہ کند

مردے کو دوبارہ زندہ کرتا ہے
مردہ جسم کی روح سے پرورش کرتا ہے

روح را با روح دیگر از سخا
معرفی کرد و بہ دیگر آشنا

روح کو دوسری روح کے ساتھ سخاوت سے
معرفت دی اور دوسرے کو آشنا کیا

ایں ہمہ آثار مُحی در شمار	از حقائق گر تو باشی راز دار
یہ سب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں تو گن	حقیقت سے اگر تو ہے راز رکھنے والا

الممیت زندہ را مردہ کند	مے برد گرمی وافسردہ کند
الممیت زندہ کو مُردہ کرتا ہے	گرمی کو لے جاتا ہے اور مرجایا ہوا کرتا ہے
ایں قوامِ خوش رواں ویراں کند	نا رسیدہ منزلش حیراں کند
خوش و خرم قوموں کو ویران کرتا ہے	وہ اپنی منزل کے نا پہنچنے والے کو حیران کرتا ہے
آمدہ بادِ خزانے از ممیت	رفت بر گلزار و مُردش از ممیت
الممیت کی طرف سے خزاں کی ہوا آئی ہے	الممیت کیطرف سے باغ پر چلی اور اسنے باغ کو مُردہ کردیا
داد او پژمردگی گل زار را	بر زمین انداخت برگ و بار را
اس نے باغ کو مرجھاہٹ دی	اس نے زمین پر پتوں اور پھلوں کو گرایا
ایں عوارض از ممیت سرزدہ	کل شئی ہالک اشہر شدہ
یہ عوارض ممیت کی طرف سے سرزد ہوتے ہیں	ہر شئے ہلاک ہونے والی ہے یہ بات بہت مشہور ہے
فی الحقیقت ایں از ارادتہا بود	محو و اثبات امانتہا بود
یہ تمام حقیقت میں اس کے ارادے سے ہے	ثابت کرنا اور فنا کرنا اس کی امانت ہے

المقیت

خود بخود زندہ ست ذاتِ حیّ پاک

اللہ تعالیٰ کی ذات خود بخود زندہ ہے

اسم ذاتے وصف ذاتے ذات را

ایک ذات کا اسم اور ایک ذات کا وصف ذات کیلیئے ہے

زندگی قائم بہ ذات حی شدہ

زندگی اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے

ماوراء محتاج شد اندر حیات

زندہ رہنے میں تمام مخلوق محتاج ہے

از حیاتِ حیّ قائم زندگی

اللہ تعالیٰ کی حیات سے زندگی قائم ہے

ورنہ چہ حاجت بہ امکانے حیات

ورنہ زندگی کے ہونے کی کیا حاجت ہے

معرفت مقصود و بہبودِ حیات

توحید مقصود ہے اور زندگی کی بھلائی

حق بود محتاج غیر خود چہ حق

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کا محتاج ہو

مثل ذاتش خود قدیم ہست ذات

مثل اس ذات کے جو خود قدیم ذات ہے

ہر صفت دائم بہ ذات حی شدہ

ہر صفت ہمیشہ کے لیے اس کی ذات کے ساتھ ہے

سویٰ ذات لم یزل اندر ثبات

قرار پکڑنے میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا نہیں

بندگی در زندگی و زندگی در بندگی

زندگی میں بندگی اور بندگی میں زندگی ہے

لم یکن بہتر ز نقصانے حیات

پھر زندگی کے نقصان سے کوئی چیز بہتر نہیں ہے

غیر عرفان نیست تہذیب حیات

معرفت کے سوا زندگی کی زینت نہیں ہے

المقیت

حی وقیوم ست اسمِ اعظمش[1]

اُس کا اسمِ اعظم حیّ و قیّوم ہے

ذاتِ قیومی بہ خود قائم بود

ہمیشہ رہنے والی ذات خود سے قائم ہے

جلوہ افگندہ قیامش باغ را

اس کی قیوم ذات نے تجلی ظاہر کی باغ کیلئے

سرو را آموختہ ناز[1] و قیام[2]

سرو کو نیاز اور قیام کرنا سکھایا

سینہ[3] چاک ست لالہ[4] را و دل چو مشک

سینہ چاک ہے گلِ لالہ کا اور دل مشک کی طرح

ذات قیوم ست قائم خود بہ خود

ہمیشہ رہنے والی ذات اپنی ذات کے ساتھ قائم ہے

ہر قیام را خود قیوم اُستاد شد

ہر چیز کے قائم ہونے کیلئے قیوم خود استاد ہے

قائم و قیوم ذاتِ دائمش

اس کی ذات ہمیشہ ہے وہ قائم اور قیوم ہے

ہر چہ غیرِ او بہ او قائم بود

اور جو کچھ اس کے سوا ہے اور اسکے ساتھ قائم ہے

رنگِ گل رونق فزودہ راغ را

پھول کی رنگ و رونق جنگل کیلئے زیادہ کی

صندلش[5] را دادہ بوئے[6] خوش نظام

اس کے صندل کو اچھی اچھی خوشبوئیں دیں

از گلِ نسریں شمامِ جاں چو مشک

نسرین کا پھول جانوں کی خوشبو ہے مشک کی طرح

در قوامِ خویش غیرش دم بخود

اپنے قائم ہونے میں اس کا غیر اسکے ساتھ شریک نہیں

آخر آثاری قیام افتادہ شد

آخر قیام کی نشانیاں موجود ہیں

---

[1] موحّد [2] توحید عروجِ حال [3] سالک [4] اسما کے مختلف انوار [5] باطن [6] عاشق

یافتن بے جستجو شانِ وجید
کس نتاند جز طلب گم کردہ دید

اللہ تعالیٰ کی شان ہے بغیر ڈھونڈے پاتا ہے
کوئی شخص طاقت نہیں رکھتا بغیر طلب کے گم شدہ چیز کو دیکھے

دارد ہر موجود از واجد وجود
کے شود پوشیدہ بر واجد وجود

ہر موجود واجد سے وجود رکھتا ہے
واجد پر کب کوئی وجود پوشیدہ ہے

مُردہ و زندہ بر او ظاہر بود
قبضۂ قدرت بر او قاہر بود

مرا ہوا اور زندہ اس پر ظاہر ہے
قدرت کا قبضہ اس پر زبردست ہے

در مضارع حال و ماضی واحد ست
در کمالِ واجد او واحد ست

مستقبل اور حال اور گزرا ہوا زمانہ اسکے سامنے ایک ہے
وہ واجد کے کمال میں اکیلا ہے

ماجد امجد بزرگ عالی بود
ذاتِ یکتا از علو عالی بود

ماجد ذات حد سے زیادہ بڑی ذات ہے
وہ اکیلی ذات ہے جو سب سے زیادہ بلند ہے

در بزرگی نیست ہمتائے مجید
ماوراء در پیشِ قدرت سر خمید

اس کی بزرگی میں نہیں اس کے مثل بزرگ
اسکی قدرت کے سامنے جو کچھ اسکے سوا ہے وہ سر جھکائے ہوئے ہے

عجز و زاری انکساری داشتہ
پیشِ ماجد جملہ سر انداختہ

عاجزی اور زاری اور انکساری رکھ کر
اللہ تعالیٰ کے سامنے تمام مخلوق سر جھکائے ہے

کے توانم من بزرگی را بیان | تا کنم مجدِ کمالش را عیان

میں کب طاقت رکھتا کہ میں اسکی بزرگی بیان کروں | جب تک کہ اس کی کمال بزرگی ظاہر نہ ہو

یاورِ توفیقِ من راہ بہ بحر و بر شدہ | ہم رہ را ہم بہ بحر و بر شدہ

میری توفیق کے مددگار نے بحر و بر میں رہنمائی کی | میرے ہمراہی کی بھی بحر و بر میں راہنمائی کی

رہ نمود و منزلِ وحدت رسید | از کمالِ ماجد حسرت پرید

راستہ دکھا اور توحید کی منزل پر پہنچا | ماجد کے کمال سے حسرت چلی گئی

واحدؔ یکتاست در ذات صفات | ہیچ انبازی ندارد در صفات

اللہ صفات اور ذات میں اکیلا ہے | کوئی اس کی صفات میں شریک نہیں

ہست توحیدِ صفاتے شانِ او | وحدت افعالِ او عنوانِ او

توحید والی صفات اس کی شان ہے | وہ اپنے کاموں میں اور دستور میں اکیلا ہے

وحدتِ [1] ذاتی جلال واحد | وحدتِ [2] اسمائے کمال واحد

وحدتِ ذاتی واحد کی شان ہے | وحدت اسماء واحد کا کمال ہے

نسبتِ کثرت [3] بوحدت قدرت ست | نسبت وحدت بکثرت [4] رویت ست

ذات کی طرف سے مخلوق کی طرف نسبت کرنا قربِ وجوب ہے | مخلوق کی طرف سے ذات کی طرف نسبت کرنا قربِ نفلی ہے

قُربِ اول شد فرائض نام اول | شد نوافل نامِ ثانی بے خلل

اوّل نسبت کا نام جو قرب اوّل ہے فرائض ہوا | ثانی نسبت کا نام بے خلل نوافل میں سے ہوا

---

[1] ذاتِ باری تعالیٰ کو بلا کیف بلا چوں بلا گوں قادرِ مطلق جاننا اور اسی کو معبودِ حقیقی ماننا ہی وحدتِ ذاتی ہے۔ [2] یہ توحید دعوت ہے یعنی اسماء کے معنیٰ کی آگاہی ہونا تا کہ اسمِ واحد کی کمالی صفات سے آگاہی ہو یہ وحدتِ اسماء کہلاتی ہے۔ [3] نسبت اوّل فرض ہے اور اس کو ایمان کہتے ہیں۔ [4] نسبت ثانی معرفت ہے اور اس کو تصوف کہتے ہیں۔

در مقامِ لاتعین[1] تنہا بُدہ
لا تعین کے مقام میں یکتا ہوا

در خواص احدیت یکتا بدہ
احدیّت کے خواص میں یکتا ہوا

نا نہادہ نام بر ذاتِ احد
ذاتِ احد کا نام نہیں رکھا گیا

مرتبۂ لاتعین وصفِ احد
لا تعین کا مرتبہ احد کی صفت ہے

چونکہ قدرت شد بہ اسماء نام دار
چونکہ اسکی قدرت اسکے مشہور ناموں کیساتھ ظاہر ہے

ہم بہ اوصافِ کمالش داغ دار
اپنے کمال اوصاف کے ساتھ بھی موسوم ہیں

خود تعینِ اُولیٰ[2] ست نامِ ایں کمال
خود تعینِ اُولیٰ اس نام کا کمال ہے

یعنی اسماء وصفاتش پُر جلال
یعنی اسکے نام اور صفات بزرگی سے بھرے ہوئے ہیں

چونکہ افعال ارادی جلوہ کرد
جب اُس نے امرِ تکوینی کے افعال کو ظاہر کیا

مظہرش روح محمد شعلہ کرد
امرِ تکوینی کے مظہر سے محمد ﷺ کی حقیقت پیدا ہوئی

ایں تعینِ ثانی[3] مقامِ کثرت ست
یہ تعینِ ثانی مقامِ کثرت ہے

کثرت اندر وحدتِ اوقدرت ست
اُس کی ذات کا کثرت پر قبضہ ہے

قصدِ خلق از احتیاجِ اُو نہ بود
مخلوق کا ارادہ اللہ کی ضرورت سے نہ تھا

ایں ارادہ ز احتیاجِ ما نمود
اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ ہماری ضرورت سے کیا

الجلیل

---

[1] مرتبہ لاتعین فقط ذاتِ اقدس بغیر تعینِ اسماء وصفات۔ [2] تعینِ اُولیٰ جب ذات اقدس صفاتِ محمودہ پر موصوف ہوئی اور اسماء گرامی پر موسوم ہوئی اس کو تعینِ اُولیٰ کہتے ہیں۔ [3] جو مقامِ کثرت خلقت ہو یعنی سب سے پہلے اللہ پاک نے مخلوق میں سے حقیقتِ محمد ﷺ کو پیدا کیا اس کو برزخ کبریٰ اور تعینِ ثانی کہتے ہیں۔

بے نیازست از نیاز نازدار
حاجت مندوں کی حاجت سے بے نیاز ہے
غیر ذاتش جملہ عالم خوار وزار
اس کی ذات کے سوا تمام عالم ذلیل اور رسوا ہے

بے نیازست از نیاز و نازہا
حاجت مندوں اور فخر والوں سے بے نیاز ہے
ماورآء پیشِ صمد اُفتا بود
صمد کے سامنے تمام مخلوق عاجز ہے

بے نیاز و ناز بردار ہمہ
بے نیاز ہے اور تمام کے لاڈ اٹھانے والا ہے
معتمد ہم بار بردار ہمہ
معتمد بھی ہے سب کا بوجھ اٹھانے والا ہے

در مقامِ خود صمد تنہا بود
اپنے صمدیت کے مقام میں تنہا ہے
لم یلد لم یولد تنہا بود
لم یلد لم یولد میں تنہا ہے

مظہرِ صمدیتِ خود خواستہ
اپنی بے نیازی کا اظہار کرنا چاہا
آدمؑ و حوا جہاں آراستہ
آدم اور حوا سے جہاں کو آراستہ کیا

ہر چہ باشد در زمین بہر منِ ست
جو کچھ زمین میں ہے میرے واسطے ہے
بارِ وحدت بر تن و جانِ من ست
توحید کا بوجھ میرے جسم اور روح پر ہے

جز جمالش را نظارہ کے کند
اس کے جمال کے علاوہ کا کب نظارہ کرے
غیر صمدش را تماشا کے سزد
اس صمد کے علاوہ کو کب دیکھنا مناسب ہے

حول وقوت شد سزا وارِ قدیر

طاقت اور قدرت قادر کے لائق ہے

قدرتش را نیست حاجت بروزیر

اس کی قدرت کو وزیر کی حاجت نہیں

بے وزیر و بے شریک او قادر ست

وزیر اور شریک کے بغیر وہ قادر ہے

ہر چہ خواہد بر ہمہ او قاہر ست

جو کچھ وہ چاہتا ہے وہ سب پر زبردست غالب ہے

نارِ نمرودی کند گلزار چوں

نمرود کی آگ باغ کی طرح کرتا ہے

چُوبِ موسائی کند او مار چوں

موسیٰؑ کے عصا کو اژدھا کی طرح کرتا ہے

شاہراہ شد نیل بہرِ موسیاں

راستہ ہوا نیل موسیٰؑ کے ساتھیوں کے لئے

قعرِ دریا شد لحد بر سرکشاں

دریا کی گہرائی نافرمانی کرنے والوں پر قبر ہوئی

ایں نشاں قدرتِ قادر بود

یہ قدرت رکھنے والے کی قدرت کی علامت ہے

دستِ قدرت آنچناں قاہر بود

قدرت کا ہاتھ اسی طرح زبردست غالب آتا ہے

صاحب قدرت کمالش مقتدر

قدرت والا کہ اُس کا کمالِ وصف مقتدر ہے

عَالَم از اندازِ قدرش بے خبر

تمام دنیا اسکی طاقت کے اندازے سے بے خبر ہے

صاحبِ تدبیر و تقدیرِ جہاں

دنیا کی تدبیر اور تقدیر کا مالک ہے

کے توانم من در آرم در بیاں

میں کب بیان میں لانے کی طاقت رکھ سکتا ہوں

قبضۂ قدرت بود اندازِ کار
کاموں کا اندازہ قدرت کے قبضہ میں ہے

کیست تا آرد تمامی درشمار
کون شخص ہے جو گنتی میں تمام کو لا سکے

عجزِ ما و حیرت ما عار نیست
ہماری عاجزی اور ہمارا حیران ہونا شرمندگی نہیں ہے

بر درِ قدرت کسے را بار نیست
قدرت کے در پر کسی شخص کو دخل نہیں ہے

اوّل عالم کہ نامش شد ازل
دنیا سے پہلے ہی اس کا نام ازل ہے

خود قدیم وصفِ ذاتِ لم یزل
خود ہمیشہ رہنے والی ذات کا وصف قدیم ہے

چیست تعبیر ازل وصفِ قدیم
وصفِ ذاتِ قدیم کا ازل سے تعبیر کرنا کیا ہے

از حدوثت ذاتِ حق باشد سلیم
حق ذات تیرے پیدا ہونے سے پہلے ہی قدیم ہے

در حدوثت کارِ ممکن سر بسر
تمام مخلوق کے کام تیری پیدائش میں

پاک تر واجب ز اوصاف بشر
بشر کے اوصاف سے ذات پاک تر ہے

زود کردن دست بدست تعجیل کار
جلدی کے کاموں میں فی الحال جلدی کرنا

خاصۂ اسمِ مقدّم در شمار
تُو اسمِ مقدم کے خاصہ میں شمار کر

المؤخر در تقاضائے امور
کاموں کو پورا کرنے میں دیر کرنے والا ہے

گرچہ تاندفور در کرد امور
اگرچہ کاموں میں جلدی کر سکتا ہے

حکمۃً تاخیر در کارے بود
کسی کام میں حکمۃً دیر کرتا ہے

نے کہ در کردار ناچاری بود
ایسا نہیں کہ وہ کرنے میں عاجز ہو

شد موٴقت مظہرِ کردارِ او
اس کا مظہر وقت مقررہ میں ہے

در تانی شد قرارِ کارِ او
اس کے کام آرام کے ساتھ قرار پاتے ہیں

باوجود قدرتِ فوری عمل
فوری عمل کرنے کی قدرت کے باوجود

از موٴخر کردہ موقوفِ اجل
مدت کو موقوف کرنا موخر کے خواص میں سے ہے

خاصہ وصفِ موٴخر داں نظام
موخر کی صفت کا خاصہ یہ کہ نظام کو جان

برقرارش کار رادادہ نظام
آرام سے کام کرنے کو قائم کیا ہے

اوّل از امکان بدہ ذاتِ خدا
مخلوق سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات تھی

قدرتِ امکان بدہ تابِ خدا
مخلوق کی قدرت اللہ کی طاقت سے ہوئی

بود او قبل از و چیزے نہ بود
وہ ذات تھی اس ذات سے پہلے کوئی چیز نہ تھی

بعد از او شد بود ہر چیزے کہ نابود
اس کے بعد ہوئی ہر وہ چیز جو پہلے نہ تھی

واہمہ عاجز شدہ در فکرِ غیر
وہم کی قوت اس کے علاوہ کی فکر میں عاجز ہوگئی

شئ مذکور نے و نہ فکر غیر
شی مذکور حقیر ہوئی نہ کے غیر کی فکر

ماسوائے الاوّل نامش عدم
جو چیز الاول کے علاوہ ہے اس کا نام عدم تھا

قصد او کردہ عدم را منہدم
اس ذات نے عدم کو ختم کرنے کا ارادہ کیا

ہر چہ شد، شد بعد از و او اول ست
جو کچھ ہوا، اس کے بعد ہوا وہ اول ہے

اول ست و ہر موٴخر ز اول ست
وہ ذات اوّل ہے اور ہر چیز اوّل سے موٴخر ہے

جل جلالہٗ
الآخر
جلالی جمالی ۸۰۱

چیست آخر یعنے ذاتِ آخرؒ
آخر کیا ہے یعنی ذاتِ آخر

باکمالِ قدرتِ خود فاخرؒ[1]
اپنی قدرت کے کمال کیساتھ فخر کرنے والا ہے

از تقاضائے حسابِ بندگی
بندگی کے حساب کے تقاضے سے

آخرت گشتہ معادِ زندگی
زندگی کا معاد یعنی لوٹنے کی جگہ آخرت ہوئی

زندگی در بندگی فردوس دان
بندگی والی زندگی کو جنت جان

زندگی بے بندگی حسرت نشان
بغیر بندگی کے زندگی حسرت کا نشان ہے

مُزد و اجرِ بندگی دیدارِ یار
بندگی کا اجر اور مزدوری یار کا دیدار ہے

زندگی بے بندگی در چشم خار
بغیر بندگی کے زندگی آنکھ میں کانٹے کی طرح ہے

دیدنِ دیدارِ آخرِ فاخرت
ذاتِ آخر کا دیدار کرنا تیرا فخر ہے

العیاذم از حجابِ مانعت
میں تیرے منع کے حجاب سے پناہ چاہتا ہوں

المجیب

جل جلالہٗ
الظاہر
جلالی جمالی ۱۱۰۶

از مظاہر ظاہر باہرؒ بود
مخلوق پر ذاتِ ظاہر غالب ہے

عکسِ او در شیشہ ام نائیر بود
اس کا عکس مخلوق کے آئینہ میں روشن ہے

شیشہ رُوئے مبارک ماوراء
اس ذات مبارک کا مظہر مخلوق ہے

از مکان تا لامکان روئش جلاء
مکاں سے لامکاں تک وہ ذات ظاہر ہے

---

[1] بے نیاز

روئے تو از چشمِ تو باطن بود | شیشہ پیشش دار تا فاطن بود
اے جوان تیرے رخسار تیری آنکھ سے چھپے ہوئے ہیں | تُو اپنے سامنے شیشہ رکھ تا کہ اپنا آپ ظاہر ہو جائے

شیشۂ ممکن ظہورِ واجب ست | نورِ شیشہ[1] از کمالِ ظاہر ست
مخلوق کا آئینہ اللہ تعالیٰ کا ظہور ہے | آئینہ کا نور صفتِ ظاہر کے کمال سے ہے

چونکہ بے چوں است بیگوں ذاتِ پاک | دیدۂ ممکن ز دیدش کردہ باک
چونکہ وہ پاک ذات بے مثل و بے رنگ ہے | مخلوق کی آنکھ اس کے دیکھنے سے ڈرتی ہے

از بطونِ قدرتش باطن بود | از فزونِ قوتش ماحن بود
اپنی قدرت کے وصفِ باطن کے کمال سے باطن ہے | اپنے قوت کے زیادہ ہونے سے امتحان لینے والا ہے

چونکہ از دیدارِ ظاہر غائب ست | لامثالش بر مثالم[2] غالب ست
اس لئے کہ ظاہر کے دیدار سے چھپا ہوا ہے | وہ بے مثال ہے میری مثال بر غالب ہے

ہیبتِ باطنِ حجابِ دیدہ شد | عاجز از دیدارِ او ہر دیدہ شد
آنکھ کا پردہ باطن کا رعب ہے | اس کے دیدار سے ہر دیکھنے والا عاجز ہو گیا

رعب و شوکت چشم پوش و دور شد | از فروغِ خود مستور شد
اسکا رعب اور شوکت دور اور اندھا کرنے والا ہے | اپنے حسن کی روشنی سے پوشیدہ ہے

پردۂ الباطن بر دیدہ گشت | عینک الظاہر باید گرفت
باطن کا پردہ (تجلی باطن) آنکھ پر آیا | صفتِ ظاہر کی عینک آنکھ پر لگانی چاہئے

---

[1] مخلوق کا وجود [2] مخلوق کے مثال دینے پر غالب ہے۔

وارثِ ارض وسماء والی بود

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا مالک ہے

در وراثت مستحق والی بود

وراثت میں اللہ تعالیٰ ہی لائق ہے

لعل وگوہر سیم وزر باخان مان

لعل اور موتی سونا اور چاندی گھر بار کے ساتھ

در وراثت والی آید بے گمان

اللہ تعالیٰ کی وراثت میں بے گمان آتا ہے

طبلِ ملکیت زنم طبلِ غرور

ملکیت کا ڈھول اور غرور کا ڈھول میں بجاتا ہوں

دستِ قدرت مے ستاند ایں غرور

دستِ قدرت اس غرور کو لے لیتی ہے

وارث و والی ست سلطانِ ازل

وارث اور مددگار بادشاہ ازل ہے

ماوراء در قبضۂ دستِ اجل

تمام مخلوق موت کے ہاتھ کے قبضہ میں ہے

ذاتِ برتر برتری دادہ مرا

بلند ذات نے مجھ کو بلندی دی ہے

نورِ ایماں اندروں کردہ مرا

میرے دل میں ایمان کا نور داخل کیا

اکرمکم شد خطابِ اتقیاء

اکرمکم ہوا متقین کا خطاب

از متعالی کرم شد در عطا

متعالی ذات کی طرف سے عطا کرنے میں کرم ہوا

برتریٔ ذات پاکش در قیاس

اس پاک ذات کی بلندی عقل میں

مے نہ آید تا شود قبض قیاس

نہیں آتی جب تک عقل بند نہ ہو جائے

برّ واحساں مے کند دائم بہ من
وہ مجھ پر ہمیشہ نیکی اور احسان کرتا ہے

مے نہ گنجد در قیاس احسان و من
عقل میں احسان اور نیکی نہیں سماتی

درمیانِ نفس و شیطان جانِ من
میری جان نفس اور شیطان کے درمیان ہے

چوں امانت داشتہ ایمانِ من
میرا ایمان امانت کی طرح رکھا ہوا ہے

درمیانِ بحر و براز غرق و خار
سمندر اور خشکی کے درمیان ڈوبنے اور کانٹوں سے

امن دادہ از نہنگ و زہر مار
مگرمچھ اور سانپ کے زہر سے امن دیا ہے

از بطونِ خون سرگینِ عنیف
بدبودار گوبر اور خون کے اندر سے

دادہ شیریں شیر سائغ ہم نضیف
وہ ناپاکی میں سے بھی میٹھا اور خوشگوار دودھ دینے والا ہے

آں قدح خوار و ریا کارِ پلید
وہ شراب خور اور ناپاک ریاکار

باز گردید از گنہ رُو در کشید
گناہ سے رجوع کیا چہرہ بدل دیا

از درِ توّاب توبہ شد قبول
اللہ کے در سے توبہ قبول ہوئی

خاص گردید و بہ درگاہش قبول
خاص اس کی بارگاہ میں قبول ہوئی

ایں بود آثار الطافِ توّاب
یہ توبہ قبول کرنیوالے کی مہربانیوں کی نشانیاں ہیں

درگذشت از جرم من ذات جناب
کہ ذات پاک نے میرے جرم سے درگزر فرمادیا

طاقتِ توبہ عطائے التواب	موہبت از حضرتِ حُسن المآب
توبہ کی طاقت تواب کی طرف سے عطائی ہے	یہ عطا اچھے ٹھکانا دینے والے کی درگاہ سے ہے
ایں ہوائے نفس چوں بادِ ثمود	ہالک روح ست مثلِ قوم ہود
یہ نفس کی خواہش قوم ثمود کی ہوا کی طرح ہے	قوم ہود کی طرح روح کو ہلاک کرنے والی ہے

منتقم یعنی بدل از یک دگر	زود خواہد در گرفت از خیر و شر
منتقم یعنی ایک دوسرے سے بدلہ لینا	عنقریب خیر اور شر سے پکڑ میں آئے گا
انتقامِ نیک برصالح رسد	انتقامِ بد بہ ہر طالح رسد
نیکی کا بدلہ ہر نیکوکار پر پہنچتا ہے	برائی کا بدلہ ہر بُرے پر آتا ہے
برسرِ ظالم نہد بارِ ظلوم	برسرِ فاسق نہد بارِ غموم
ظالم کے سر پر بدلۂ ظلم کا بوجھ رکھتا ہے	فاسق کے سر پر غموں کا بوجھ رکھتا ہے
با محاسب در حساب روئے بہ روئے	روئے ریائے نیست مثل یک تسو
حساب کرنیوالے کیساتھ حساب میں ایک دوسرے کے سامنے	ریا کا چہرہ ایک جَو کے برابر بھی قبول نہیں
بیش و کم در قبضۂ منتقم	انتقام عفوہ کن یا منتقم
کم اور زیادہ منتقم کے قبضہ میں ہے	میرا انتقام درگزر کر اے منتقم

در گزر کردن ز کارِ نا روا	خاصۂ عفوت عفافِ جرمہا
گناہ کے کام سے در گزر کرنا	گناہوں کی بخشش کرنا صفتِ عفُو کا خاصہ ہے
ندامت و توبہ نشانِ عاصی	جرم بخشیدن جمالِ عافی
ندامت اور توبہ کرنا گناہگار کی نشانی ہے	گناہ بخشنا صفتِ عفُو کا جمال ہے
اے پسندیدہ ز خود کارِ عفاف	از عفافت بندۂ خود در معاف
اے اپنی طرف سے پرہیزگاری کے کاموں کو پسند کرنیوالے	معاف کرنا اپنے بندوں کو شرفِ عفافت سے ہے

الرؤف بے نہایت مہربان	رافت اور دور از حدِّ بیان
الرؤف بہت زیادہ مہربان ہے	اس کی مہربانی بیان کی حد سے دور ہے
لذتِ ہر دو جہاں از رافتش	عزتِ کون و مکان از رافتش
دونوں جہانوں کی لذت اس کی مہربانی سے ہے	اس کی مہربانی سے دنیا کی عزت ہے
در مقامِ گرم نرمی مے کند	در مقامِ نرم گرمی مے کند
قہر کی جگہ نرمی کرتا ہے	نرمی کی جگہ میں سختی کرتا ہے
باوجودِ قدرت تعذیبِ خود	مہربانی کردہ از ترتیبِ خود[1]
باجود اپنے عذاب پر قدرت رکھنے کے	مہربانی کرتا ہے اپنی ترتیب سے

[1] ربوبیّت خود۔

مالکِ ملک ہست شاہ بے زوال
ملک کا مالک ہے اس کی بادشاہی کو زوال نہیں
شاہِ شاہاں ہست شاہ ذوالمعال
بادشاہوں کا بادشاہ ہے بلندی والا بادشاہ ہے

حکمرانی مے کند با سطوتش
بادشاہی کرتا ہے دبدبہ کے ساتھ
لشکرش باشد کمال شوکتش
اس کا لشکر پورے دبدبے والا ہے

از جلالِ سطوت او مالک شدہ
دبدبے کی عظمت سے وہ مالک ہوا ہے
از کمالِ ہالک ہالک شدہ
ہالک کے کمال سے وہ ہلاک کرنے والا ہوا ہے

صاحبِ شوکت سیاست ذوالجلال
اللہ تعالیٰ دبدبے اور حکومت والا ہے
صاحب بخشش کرامت ذوالجمال
اللہ کی ذات عزت بخشنے والی ہے

خود بزرگی ہست شایاں جلال
اللہ کی اپنی بڑائی اُسی کے شایان شان ہے
ناز و نعمت دادہ عنوانِ جمال
ناز و نعمت دینا اللہ کا دستور ہے

در جلالت در جمالت کامل ہست
تو اپنی صفت جلالی اور جمالی میں کامل ہے
ہر صفت را ہر کمالت شامل ہست
ہر صفت کے لیے تیرا پورا کمال لازم ہے

نیست انبازی جلالی شان را
تیرا شریک نہ ہونا جلالی شان ہے
ہست یکتائی کمالی شان را
تیرا یکتا ہونا کمالی شان ہے

پلۂ ہر دو ترازو مقسط
شد برابر از کمال مقسط

عدل کرنیوالے کے ترازو کے دونوں پلڑے
عدل کرنے والے کے کمال سے برابر ہوئے

عدل را میزان برابر کردۂ
وزن اعمالی سراسر کردہ

انصاف کے لیے ترازو برابر کیا
تمام اعمال کا وزن سر بسر کیا

خِلقتاً[1] ہر شے برابر نزدِ حق
رتبۃً ہر شے دگرگون نزدِ حق

خِلقتۃً ہر چیز اللہ کے نزدیک برابر ہے
رتبۃً ہر چیز حق کے نزدیک مختلف ہے

درجہائے قربِ حق باشد جُدا
صلہائے بعد حق باشد جُدا

حق کے قرب کے درجے علیحدہ ہوتے ہیں
اللہ کی دُوری کے صلے علیحدہ ہوتے ہیں

از خدا خواہیم، حسنِ رضا
آتنا یاربنا حسن الجزاء

ہم اپنے خدا سے اچھی رضا مانگتے ہیں
اے ہمارے رب اچھی جزا عطا کر

جمع کردن روزِ محشر جامعؒ
راہ نمودن را کمالش لامعؒ

جمع کرے گا قیامت کے دن تمام مخلوق کو
اس کا کمال راہ دیکھنے کے لیے روشن ہے

از ارادت یک شرر برخاستہ
پرتوش اندر جہاں افراشتہ

تیرا ارادہ کرنے سے ایک چنگاری اُٹھی
اس کا عکس تمام جہان میں بلند ہوا

---

[1] پیدائشی طور پر

ماوراء شد جمع گرداگرداو
مخلوق اس کے ارد گرد جمع ہوئی

تا ز طاغیہا بر آرد گردِ او
تا کہ مظالم کو اپنے پاس سے نکال دے

مقتضائے جامع حشرِ قبور
جامع کا مقتضأ قبر والوں کو جمع کرنا ہے

مژدہ برارواح صبار و شکور
صبر اور شکر کرنے والی روحوں پر خوشخبری ہو

بے نیاز ہست از نیازاتِ جہان
بے نیاز ہے جہاں کی حاجتوں سے

ذاتِ آں کامل غنی اغنیاں
اس کی ذات کامل غنیوں کی غنی ہے

بے نیاز از حاجت آمد آں غنی
حاجت آنے سے وہ غنی ذات بے نیاز ہے

بے نوایاں را نوا شد آں غنی
وہ غنی محتاجوں کی محتاجگی دور کرنے والا ہے

نیست حاجت آں غنی را سیم و زر
اس غنی کو سونے اور چاندی کی ضرورت نہیں

او غنی شد با صفات مقتدر
وہ مقتدر کے صفات کے ساتھ غنی ہے

دولت و نعمت دہد نادار را
دولت اور نعمت دیتا ہے محتاج کو

صاحبِ عزت کند خوار را
ذلیل کو عزت والا کرتا ہے

دولتِ سرمد متاعِ بیکراں
ہمیشہ کی دولت بے انتہا سامان

از کنوزِ مغنی بر دیگراں
مغنی کے خزانے میں سے مخلوق پر بھی ہے

میکند تقسیم اندازِ کرم
اندازِ کرم سے تقسیم کرتا ہے

از کمالِ بسط گونا گون نِعَم
مختلف نعمتیں صفتِ بسط کے کمال سے دیتا ہے

عُسر باشد ابتلاء ہا بعض را
مشکل ہوتی ہے بعض کو مصیبتوں میں

یُسر باشد امتحانہا بعض را
آسانی ہوتی ہے بعض کو امتحان میں

میرسد عونش بقدرِ راونہا
اُس کی مدد پہنچتی ہے لوگوں کے بقدر

باگل واثمار بُو دلونہا
پھول اور پھلوں کے ساتھ انکے رنگ ہوتے ہیں

جملہ عالم از عطائے معطیٰ
تمام دنیا نے عطا کرنے والے کی عطا سے

گشتہ آسودہ زدست معطی
اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے آرام پکڑا ہوا ہے

دادن وانعام کردن از خدا
دینااور انعام کرنا اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے

راحت وآرام دادن از خدا
سکون اور چین دینا اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے

از زمین تا آسمان خوانِ سخا
زمین سے لیکر آسمان تک سخاوت کا دستر خوان

از تقاضی معطی گشتہ عطا
اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے عطا ہوا ہے

میکند باہر دو دستِ خود سخا
اللہ تعالیٰ اپنے دونوں ہاتھوں کیساتھ سخاوت کرتا ہے

تا کہ سرور گفت لا احصی ثنا
تا کہ سردار کہے میں تعریف شمار نہیں کر سکتا

منع کردن از کمالِ مانعؒ
منع کرنا اللہ تعالیٰ کی خوبی سے ہے
بند نہ کشاید چوں بند د مانع
گرہ نہیں کھلے گی جب اللہ تعالیٰ نے گرہ باندھی ہو

ہر درے کو بست نکشاید کسے
ہر دروازہ کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے بند کیا کوئی نہیں کھول سکتا
راز ایں را ہیچ نشناسد کسے
اس راز کو کوئی شخص نہیں پہچان سکتا

چوں درِ رحمت ز مانع بند شد
جب رحمت کا دروازہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بند ہو
ہر کسے در بندِ او پابند شد
ہر شخص اس کی حد میں پابند ہو جاتا ہے

چوں حجاب مانع بر دیدہ شد
جب صفتِ مانع کا پردہ آنکھوں میں ہو
دیدۂ ہر دیدہ در بے دیدہ شد
ہر دیکھنے والے کی آنکھ نابینا ہو جاتی ہے

نیش زد کژدم گزیدش مار اگر
اگر بچھو نے ڈسا یا سانپ نے ڈسا
یا خلیدش در کف پائے خار اگر
یا اگر پیر کے اندر کانٹا چُبھا

از خواصِ ضارٌ آید ضرر
ضار کے خواص (آثار) کی طرف سے ضرر آتا ہے
وصفِ ضارٌ در ضرر شد کارگر
وصفِ ضارٌ ضرر میں کار آمد ہوتا ہے

ہر گزیدن را ارادہ شاملِ ست
ہر کاٹنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ کا ارادہ شامل ہے
اسمِ ضار در نفاذش کامل ست
اسمِ ضارٌ اپنے اثر میں کامل ہے

نفع کونین ونکوئی دوسرا
دو جہاں کا نفع اور دو جہاں کی خوبی

ہست از آثارِ نافع اے فتا
(اللہ تعالیٰ) نافع کی نشانیوں سے ہے اے جوان

شیرِ مادر بہرِ اولادِ صغیر
ماں کا دودھ ہر چھوٹی اولاد کے لیے ہے

از کمالِ نافع جوشیدہ گیر
اللہ تعالیٰ کے کمال سے جوش پکڑتا ہے

زیورِ زیبا لباسِ سندسی
خوشنما زیور سندسی لباس

با کلاہِ زرقبائے اطلسی
سونے کی ٹوپی ریشمی اچکن کیساتھ

از کمالِ نافع در برشود
نافع کے کمال سے پوشیدہ ہوتا ہے

کہنہ شد اول عطا دیگر شود
اول پرانا ہوتا ہے اور دوسری عطا ہوتی ہے

آسمان روشن شدہ از برقِ نور
آسمان اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی سے روشن ہوا

یک شرر باشد زمیں از برقِ نور
زمین ایک چنگاری ہے صفتِ نور کی روشنی سے

از شعاعِ نور روشن آسماں
نور کی روشنی سے آسمان روشن ہو گیا

ایں زمیں رخشندہ تابش نورداں
یہ چمکنے والی زمین اُس کی روشنی کا مظہر ہے

اشرقت از نورِ او گشتہ زمیں
اس کے نور سے زمین ہوئی روشن

از علوش آسماں ظاہر ببیں
اس کی صفتِ نور سے روشن آسمان دیکھ

معنئ نور ہست بذاتِ خود ظہور

نور کا معنی اپنی ذات میں ظاہر ہے

مُظہر للخیر گردد از وفور

خیر کو کثرت سے ظاہر کرنے والا ہے

معنی نور ظاہر اَلنفسہٖ

نور کا معنی اپنی ذات کے لیے ظاہر ہے

ہم چناں ست مُظہر اَ لغیرہ

اور اسی طرح اپنے غیر کیلئے بھی ظاہر کرنیوالا ہے

راہ نمائیندہ ست ھادی سوئے خود

ھادی اپنی طرف راستہ دکھلانے والا

از ہدایت[۱] مے نماید کوئے خود

اپنے کوچے کی طرف ہدایت دکھاتا ہے

راہ نمائندہ ست ہر بے راہ را

ہر گناہگار کو راستہ دکھانے والا ہے

تا بمنزل میبر دگمراہ را

گناہگاروں کو منزل تک لے جانے والا ہے

چونکہ ھادی راہبرِ رہرو شدہ

اگر وہ ھادی ذات راہ چلنے والے کا راہنما ہو جائے

یافت منزل[۲] واصلِ[۳] حضرت شدہ

تو قرب میں نزدیک ہونے والا منزل کو پالے گا

غیر ھادی رہبر درگاہ نیست

ھادی کے علاوہ کوئی دربار کا راہنما نہیں ہے

راہ نمودن را کسے ہمراہ نیست

راستہ دکھانے کے لیے کوئی شخص ہمراہ نہیں ہے

---

۱ معرفت خود ۲ توحید ۳ نزدیک درگاہ صفات

این عجائب این غرائب رابدیع
کردہ نو پیدا از آثارِ بدیع

ان عجائب ان نادر کو بے نمونہ پیدا کرنے والا
بدیع کی نشانیوں سے نیا پیدا کرنے والا

تازہ تازہ نو بہ نو ارضی گیاہ
میکند پیدا بہ سال و ماہ ماہ

تازہ تازہ نئے نئے زمین کے گھاس
ہر سال میں ہر مہینے میں پیدا کرتا ہے

آبِ دریا[1] رفت و نو آید ز پس
از کمالِ البدیع ہر نفس[2]

دریا کا پانی جاتا ہے پیچھے سے نیا آتا ہے
ہر سانس بدیع کے کمال میں سے ہے

چشمۂ جاری شبا روزے رواں
کُہنہ رفت و آبِ نو آئید عیاں

چشمے کا پانی مسلسل چلتا ہے
پرانا گیا اور نیا پانی آیا چلتے ہوئے

این بود آثارِ افعالِ بدیع
این بود اظہارِ انوارِ بدیع

یہ تمام بدیع کے کاموں کی نشانیاں ہیں
یہ تمام بدیع کے انوارات کا ظہور ہے

از بقا باقی ہمیشہ ذاتِ حق
لایزال و بے فناست ذاتِ حق

اللہ کی ذات ہمیشہ سے باقی ہے
ہمیشہ سے ہے اللہ کی ذات فنا کے بغیر ہے

از بقائے دائم ابداً تا ابد
یعنی با وصفِ ابدٌ تا ابد

وصفِ باقی کے بقا سے ہمیشگی ہمیشہ کیلئے باقی ہے
یعنی وصفِ ابد کے ساتھ ہمیشہ ہے

---

[1] پہلی پیداوار لے جاتا ہے اور دوسری لاتا ہے۔ [2] ہر ساعت

ذات باقی با کمالش دائم ست | از بقائے حق فنائے عالم ست
باقی ذات اپنے کمال کیساتھ ہمیشہ رہنے والی ہے | اللہ کی بقا سے دنیا کا فنا ہے
لامکاں[1] راچوں مکاں[2] نبود فنا | خاصۂ ممکن بود عین الفناء
لامکاں کو مکاں کی طرح فنا نہیں ہے | مخلوق کا خاصہ فنا ہونا ہی ہے

وارثِ ملک است از ذاتی کمال | لائقِ ذات ست ہر ذاتی جلال
خدا اپنے ذاتی کمال سے ملک کا وارث ہے | تمام جلال اس کی ذات کے لائق ہیں
مالکِ ملک ست آن سلطانِ حق | وارثِ ملک و مکاں سلطان حق
وہ حق بادشاہ ملکوں کا مالک ہے | حق بادشاہ ملک اور مکان کا وارث ہے
لائقِ تعریف ست اسمائے کمال | لائقِ وصف ست اوصافِ جمال
کمالی اسماء تعریف کے لائق | جمالی صفتیں تعریف کے قابل ہیں
لائقِ افعال[3] و اجلال[4] و جمال[5] | میکشد ہریک ترا سوئے کمال
افعال و اجلال و جمال کے مناسب ہے کہ | ہر ایک تجھ کو کمال کے راستے کی طرف کھینچے
ایں جلالت[6] ایں کمالت[7] باجمال[8] | شاملِ اسماءِ[9] ذاتی ہر کمال[10]
یہ جلال یہ کمال جمال کے ساتھ | ہر کمالِ ذاتی ناموں کو شامل ہے

---

۱ ذات اقدس ۲ مخلوق ۳ امر تکوین ۴ تجلیات ۵ تجلیاتِ جمالی ۶ تجلیاتِ انوار جلالی ۷ تجلیاتِ انوار کمالی
۸ تجلیاتِ انوار جمالی ۹ اسمائے ذاتی سات ہیں۔ (۱۔علم ۲۔قدرت ۳۔بصیرت ۴۔سمع ۵۔ارادت ۶۔مشیت ۷۔حیات) ۱۰ نور

المتین

خوش نماینده هست تدبیرِ رشید

خوش رواں کردست برراہِ رشید

صفتِ رشید کی تدبیر توحید کا راستہ دکھانے والی ہے

نیکی کے راستے پر خوب رواں کیا ہے

راہِ نیکی چیست توحیدے سفر

از رشادت بایدت بروے گذر

نیکی کا راستہ کیا ہے توحید کا سفر

تیری راہ نمائی سے اس پر چلنا چاہئے

از چراغِ راشد روشن شده

از چراغ گل چمن روشن شده

صفت راشد کی تجلی سے توحید کا چراغ روشن ہوا

پھول کے چراغ سے باغ روشن ہوا

منزلِ مقصودِ من توحید بود

راہبر راشد مقامش درنمود

میری منزل کا مقصد توحید ہے

راہنمائی کرنے والے رہبر نے اپنا مقام دکھایا

مسکن و ماوائے[۶] خود در یافتم

جاں[۱] قرار[۲] آرام[۳] تن[۴] را یافتم

میں نے اپنے مسکن اور جائے پناہ کو پایا

روح کے آرام جسم کے سکون کو میں نے پایا

خفته باید خفته با نازِ[۵] تمام

در مقامِ نازِ[۶] و انعام[۷] و کرام[۸]

سونے والا چاہئے پورے ناز کے ساتھ سو جائے

فخر اور انعام و اکرام کے مقام میں

---

۱ روح وتن ۲ خوشی ۳ بدن ناسوتی ۴ ایمانِ ما کہ اصلش حقیقت احمدی ہست ۵ کامل توحید۔ صلۂ دیدار
۶ توحید ۷ بخشش ۸ قرب

الصبور جل جلالہ
۲۹۸ جمالی

صبر بے پایاں تحمل بے کراں	میکند آں شاہِ قاہر ہر زمان
بے انتہا صبر بہت زیادہ برداشت کرنا	وہ ذات صابر ہمیشہ صبر کرتی ہے
صبر باقدرت کمالِ صابرؒ	مہر باشوکت جمالِ صابرؒ
صبر کرنا طاقت کے باوجود اللہ تعالیٰ کا کمال ہے	دبدبے کے باوجود محبت کرنا صفتِ صابر کا احسان ہے
ہاںؔ مشو غرہ بہ صبر صابر	گر بگیرد نیستت کس ناصر
خبردار مت ہو تکبر کرنے والا صابر کے صبر پر	اگر اللہ تعالیٰ تجھے پکڑے تو کوئی شخص مدد کرنیوالا نہیں
اے خدا توفیق تا صابر شوم	بر کمالِ نعمت شاکر شوم
اے خدا توفیق عطا فرما کہ میں صبر کرنیوالا ہو جاؤں	میں تیری نعمت کے کمال پر شکر کرنے والا ہو جاؤں

المضل جل جلالہ
۸۷۰ جمالی

ہر کہ را خواہند بے راہ میکند	از رہِ توحید گمراہ میکند
جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے	توحید کے راستے سے گمراہ کرتا ہے
بلعمِ باعور و برصیصا فقیر	در ''مضل'' آمد و گردش اسیر
بلعم باعور اور برصیصا کو فقیر کیا	گمراہی میں آئے اللہ تعالیٰ نے ان کو قید کیا
مشرکان در چاہِ ضلالت سرنگوں	از ضلالت فاسقاں گشتہ زبوں
مشرکوں کو گمراہی کے کنویں میں الٹا کرتا ہے	ضلالت سے فاسق ذلیل ہو گئے

ؔ حرف تنبیہ

سرور آوردہ منافق در ضلال
از نفاقت خوار گشتہ بے مجال

منافق گمراہی میں خوش ہوتے ہیں
نفاق سے یقیناً ذلیل ہوتے ہیں

کذب در گفتار زائد از نفاق
ہم خلاف وعدہ باشد از نفاق

جھوٹ بولنا نفاق سے بھی سخت ہے
وعدہ خلافی کرنا بھی نفاق سے زیادہ سخت ہے

با خیانت توام آمد ایں نفاق
لعنت و دوری فزائد ایں نفاق

یہ نفاق خیانت کے ساتھ ملا ہوا آیا ہے
لعنت اور دوری اس نفاق سے زیادہ ہوتی ہے

در امانت چوں خیانت میکند
خویش را نام نفاقت می نہد

جب امانت میں خیانت کرتا ہے
اپنے آپ کو نفاق کی نشانی لگاتا ہے

پردہ پوش است او عیوب بندہ را
ستر کردہ ماضی و آئندہ را

اللہ تعالیٰ بندے کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے
ماضی اور آنے والے کو چھپائے ہوئے ہے

از گناہِ بندہ عار آئیدؔ را
مالک ست و عار چوں نیائیدؔ را

بندے کے گناہ سے اس کو غیرت آتی ہے
مالک ہے اس ذات کو غیرت کیوں نہ آئے

ہتکِ عورت باعثِ ننگ ست و عار
غیرتِ حق پردہ انداز دبہ کار

عورت کی پردہ دری شرم اور عار کے باعث ہے
حق کی غیرت پردہ انداز ہے اور کار آمد

اے مہیمن دہ امانم از نفاق
ایں غلامِ بےنوا رادہ وفاق

اے مہیمن مجھ کو نفاق سے امان دے
اس محتاج غلام کو محبت دے

اختتام

حق تعالیٰ دادہ حُسنیٰ راتمام
وقت دیگر روزِ جمعہ والسلام

اچھے ناموں کو اللہ تعالیٰ نے پورا کیا
دوسرے وقت جمعہ کے روز سلامتی کے ساتھ

از جمادی الثانی بوداول جُمعَہ
یعنی چہارم روز بود یوم الجُمعَہ

جمادی الثانی سے پہلا جمعہ ہوا
یعنی جمعہ کا دن مہینے کا چوتھا دن تھا

بود ہذا من سنۃ الہجروی ۱۳۷۶ھ
ہمچناں ہذا سنۃ العیسوی ۱۹۵۷ء

یہ دن سنۃ ۱۳۷۶ ہجری سے ہے
اسی طرح یہ دن سنۃ ۱۹۵۷ عیسوی سے ہے

برف مے بارید ہر سو برف بود
درنوشتن فکرِ بندہ صرف بود

برف برستی ہے ہر طرف برف ہے
بندہ کی فکر لکھنے میں صرف ہے

از کمالِ پاکِ حسنے یا خُدا
عفو کن کردارِ بندہ ناسزا

پاک حسنیٰ کے کمال سے اے خدا
نالائق بندہ کے کردار کو معاف کر

توحید

نیست اسماء خدا از حق جدا
ہر صفت جالب بود سوئے خدا

اللہ تعالیٰ کے نام اللہ سے جدا نہیں
ہر صفت اللہ کی طرف کھینچنے والی ہے

تاروپود ہستی از اسماء حق
امرِ تکوین مظہرِ اسماء حق

حق کے ناموں سے تانا بانا ہے
امرِ تکوینی اللہ کے اسماء کا مظہر ہے

ذاتِ او پوشیدہ وظاہر صفات — مظہر اوصاف گشتہ شش جہات

اس کی ذات پوشیدہ ہے اور صفات ظاہر ہیں — اس کی صفات کا ظاہر ہونا چھ طرفوں میں ہے

احسن تخلیق وتقویمش ببیں — تاج کرمنا جبنیش را ببیں

اچھی تخلیق اور اس کا سیدھا کرنا تُو دیکھ — تُو دیکھ عزت کا تاج انسان کی پیشانی پر رکھا

بر نیابت بر خلافت شد مقیم — یافت تکریم تو لے اشد حکیم

قائم مقامی پر خلافت پر قائم رہنے والا ہے — عزت پاتا ہے حکیم حکومت کرنے والا ہے

ابتدائے حکمت و ہم منتہے — گشتہ ست توحید لا نحصی ثناء

حکمت کی ابتداء اور انتہاء بھی — توحید کی تعریف ہم شمار نہیں کر سکتے

کثرت و وحدت نشانِ وحدت ست — وحدتست وکاخ وحدت وحدتست

کثرت و وحدت وحدت کی نشانی ہے — وہ اکیلا ہے اور وحدت کا محل ایک ہے

حاجی را خطاب

حاجیا! بر خود متن عُجب وریا — رحم کن بر خویش و دیگر اقرباً

اے حاجی تکبر اور ریا کو اختیار مت کر — رحم کر اپنے پر اور دوسرے رشتہ داروں پر

بر زباں ہرگز مراں سب وشتم — گر تو بینی ذلتے پس درگذر

زبان پر ہرگز گالیوں کو مت چلا — اگر تو ذلت دیکھتا ہے پس درگزر کر

عروۃ الوثقیٰ ست دین مصطفےٰ — نورِ کونیں ست روئ مجتبےٰ

مصطفیٰ ﷺ کا دین عروۃ الوثقیٰ ہے — دونوں جہانوں کا نور مجتبیٰ ﷺ کا چہرہ ہے

مقتدیٰ ومھتدیٰ نورِ خدا — اسلام علیک یا شمس الضحیٰ

مقتدیٰ اور مھتدیٰ اور خدا کے نور ہیں — سلامتی ہو آپ پر اے شمس الضحیٰ

تعارف زبان

آں کہ دادہ مرزباں را تازگی — ہم ازاو کردہ بیانِ رازگی

وہ ذات کہ جس نے خاص زبان کو رونق دی — اسی زبان سے ہی بھید بیان کرتے ہیں

باچنیں سنگینِ دندان نازگی — جز زِ آب پاش دادہ تازگی

ایسے سخت دانتوں کے درمیان نرم رکھا — بغیر پانی دینے کے زبان کو تازگی عطا کی

از آثارِ قدرتِ کامل بود — نیک و بد را در بیان شامل بود

اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت کی نشانیوں سے ہے — نیک اور بُری بات بیان کرنے میں زبان کی طاقت شامل ہے

راحتِ جاں ہست دربندِ زباں — آفتِ جاں ہست آزادِ زبان

روح کی راحت زبان کے بند کرنے میں ہے — روح کی آفت زبان کے آزاد کرنے میں ہے

گر بہ شیرینی بود جریانِ او — خیر زائید خوش بود فرمانِ او

اگر اس کی گفتگو اچھی ہو — اسکے اچھے بولنے سے خیر میں زیادتی ہوتی ہے

تلبیس نفس امّارہ

آفرینت باد بر شیشت گری — صد ہزیمت باد بر حکمت گری

تیری مکرگری پر شاباش ہو — تیری عقلمندی پر سو شکستیں ہوں

خوار را بایار اغیارت بود — خار را در نار آزارت بود

نفس کو روح کے ساتھ مخالفت ہوتی ہے — کانٹے کو آگ میں عذاب ہوتا ہے

لعینا از لعانت باز شو — با خلوصِ دل بگل انباز شو

اے نفس سرکشی سے باز آ — دل کے خلوص سے مٹی کے ساتھ شریک ہوجا

از دروں شائستہ توحید دار [1]
دل میں توحید کو قبول کرنے والا ہو

از بیروں بابستہ تجرید وار [2] [3]
باہر سے ہمیشہ بُرائی سے نکل جا

چوں درونت گل شود گلزار چوں
جب تیرا دل شفاف کی طرح نورانی ہو جائے

از بیرونت حل شود داد بارِ خوں
تیرے ظاہری اعمال پاک ہو جائینگے خوں کی سرکشی سے

مست باید خون در کارِ نکو
نیک کاموں میں خون (ارادہ) بیدار ہونا چاہئے

سست بائید خوں در غیر انکو
بُرے کاموں میں خون (ارادہ) سُست ہونا چاہیے

مر غلاماں را غلامی زیور ست [4]
خاص غلاموں کے لیے غلامی زیور ہے

سروراں را سروری ہم زیور ہست [5]
سرداروں کے لیے سرداری زیور ہے

آثار نقشبندی

از سرورِ نقشبندی ثروت ست
نقشبندی کے انوار ولذّت سے ثروت (سکرِ وحدت) ہے

سروراں را از سرورت لذت ست
عارفوں کی خوشی اور لذّت سکرِ وحدت ہے

از خروشِ باطن واذ کارِ او
نقشبندی اذکار (اسمِ ذات) اور دل کے حال سے کوشش کرنا

مے جُہد اشرار از انوارِ او
اسمِ ذات کے انوار سے مختلف رنگ ظاہر ہوتے ہیں

فکر شاں بالاتر از امکان بود
نقشبند کی فکر اُونچی ہے عالمِ خلق سے

زیر پائش سرِ ہر امکاں بود
نقشبند کے پیر کے نیچے ممکنات ہے

از ثریٰ ہم تا بہ حدِ لامکاں
تحت ثریٰ سے حدِ لامکاں تک بھی

پرتو ذکر ہست از فکرِ مکاں [6]
فکرِ مکان سے خاصہ اسمِ ذات کے نور کا عکس ہے

---

[1] تصدیق قلبی سے آراستہ کرنا۔ [2] ترکِ رواج اختیار کن روحانیت۔ [3] اقرار لسان [4] بندگی
[5] عارفوں کے لیے معرفت کا نور ہے۔ [6] از خاکدانِ دنیا۔

برق آسا از برق بالاتر بود
بجلی کی طرح ہے بلکہ اسمِ ذات کے نور کی تجلی ہے

فکرِ یکتائے کہ از ذاکر بود
اُس توحید کا خیال (جمعیتِ دل) جو ذاکرِ نقشبند سے ہے

در منازل فکر را انباز نیست
مقاماتِ قرب میں خیال کا کوئی شریک نہیں عروج میں

در سرائر روح را ہمراز نیست
اسرارِ نور میں حقیقت کا رازدان نہیں

روح با روحانیاں دارد جوار
ذاکر کی حقیقت ملکوتیوں کے ساتھ نزدیکی رکھتی ہے

روح را با وَالیٔ روح ست کار
روح کو ذات پاک کے ساتھ غرض وطلب ہے

غیر روحش روح را راحت کجا
صفائے نور کے ماسوا حقیقت کو آرام کہاں

جز ز نورش نور را نارت کجا
اس کے نور کے بغیر فیضِ دل کو روشنی کہاں

رنگ توحید اندروں جانِ نہاں[1]
توحید کا رنگ جان کے اندر پوشیدہ ہے

از بیرونش باشد او را صد نشاں
اس نور کے باہر سے اس نور کیلئے سو ۱۰۰ نشان ہیں

ظاہرش باشد گواہ بر باطنش[2]
ذاکر کا ظاہر گواہ ہے اس کے باطن پر

باطنت[3] باشد گواہ ظاہرش
تیرا باطن اس کے ظاہر پر گواہ ہے

آمدہ[4] دنیا برائے ایں بدن
دنیا اس بدن کے لیے ہے

از برائے دل کند خدمت[5] بدن
بدن کی خدمت دل کے لیے ہے

دل برائے حق بود از چاکری[6]
دل خداوند تعالیٰ کی بندگی کے لیے ہے

با خلوص[7] دل کند خدمت گری
دل کے خلوص کے ساتھ عبادت کرنا چاہیے

سرخ روی خادمان[8] خدمت بود
خدمت کے خادم عزت والے ہیں

غیرِ[9] خدمت سربسر حسرت بود
خدمت کے علاوہ تمام حسرت میں ہے

---

[1] روحی لطیفہ [2] پابندی [3] انوارِ قلب [4] دنیا بدن کے لیے ہے اور بدن دل کیلئے ہے اور دل اللہ کیلئے ہے۔
[5] بدن کے اعضاء کا خدمت کرنا دل کے لیے ہے۔ [6] توحید وسنت کے طریقہ پر۔ [7] عبادت
[8] عبادت کرنے والے بندے۔ [9] غفلت والے